سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

سرکاری رپورٹ

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات 2013

(سوموار 12، منگل 13، جمعرات 15، جمعتہ المبارک 16، سوموار 19۔اگست 2013)
(یوم الاثنین 4، یوم الثلاثہ 5، یوم الخمیس 7، یوم الجمع 8، یوم الاثنین 11۔شوال المکرم 1434ھ)

سولہویں اسمبلی: چوتھا اجلاس

جلد 4 (حصہ اوّل): شمارہ جات : 1 تا 5

صوبائی اسمبلی پنجاب

مباحثات

مندرجات

چوتھا اجلاس

سوموار،12۔اگست2013

جلد 4:شمارہ 1

نمبر شمار	مندرجات		صفحہ نمبر
1۔	اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ	-----------	1
2۔	ایجنڈا	-----------	3
3۔	ایوان کے عہدے دار	-----------	5
4۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ	-----------	9
5۔	نعت رسول مقبولﷺ	-----------	10
6۔	چیئرمینوں کا پینل	-----------	11

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	تعزیت	
7۔	قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) کے جواں سال بیٹے اور معزز ممبر چودھری غلام مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ اور کوئٹہ میں دہشت گردی میں آفیسرز اور اہلکاران کی وفات پر دعائے مغفرت ------------	11
8۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	12
	سوالات (محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور)	
9۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ------------	13
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
10۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	21
11۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	46
	قرارداد	
12۔	کوئٹہ میں خودکش حملہ میں شہید ہونے والے پولیس افسران و اہلکاران کے لئے خراج تحسین کا پیش کیا جانا ------------	47
13۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	49
	قرارداد	
14۔	کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت ------------	50
15۔	مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث (۔۔۔جاری) ------------	52

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	منگل،13۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 2	
16۔	ایجنڈا ------------	66
17۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	68
18۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	69
19۔	لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک ------------	70
	سوالات (محکمہ صحت)	
20۔	قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہوسکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے ------------	71
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
21۔	لوکل گورنمنٹ کے نئے نظام پر بحث (۔۔۔جاری) ------------	99
	جمعرات،15۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 3	
22۔	ایجنڈا ------------	156
23۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ ------------	158
24۔	نعت رسول مقبول ﷺ ------------	159
	حلف	
25۔	نو منتخب خاتون ممبر اسمبلی کا حلف ------------	160
	سوالات (محکمہ مواصلات وتعمیرات)	
26۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ------------	160
27۔	نشان زدہ سوال اور اس کا جواب (جو ایوان کی میز پر رکھا گیا) ------------	193

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	توجہ دلاؤنوٹس	
28۔	لاہور:35لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات -----------	194
29۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	196
	قرارداد	
30۔	مصر میں فوج کے ذریعے منتخب صدر کی برطرفی اوراحتجاج کرنے والے عوام کے قتل عام کی پُرزور مذمت -----------	197
	رپورٹیں(جو پیش ہوئیں)	
31۔	مسودات قانون(ترمیم)پنجاب بوائلرز اینڈ پریشر ویسلزاور پنجاب اینیملز سلاٹر کنٹرول مصدرہ2013کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر1کی رپورٹوں کاایوان میں پیش کیاجانا -----------	203
	رپورٹ(میعاد میں توسیع)	
32۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2کی رپورٹ ایوان میں پیش کرنے کی میعاد میں توسیع -----------	204
	تحاریک استحقاق	
33۔	(کوئی تحریک پیش نہ ہوئی) -----------	205
	تحاریک التوائے کار	
34۔	پنجاب میڈیکل کالج فیصل آباد کوپی ایم ڈی سی کی منظوری کے بغیر چلانے سے سینکڑوں فارغ التحصیل اور داخلہ لینے والے طلباء وطالبات کو پریشانی کا سامنا(---جاری) -----------	206
35۔	پنجاب کے پرائیویٹ اور سرکاری میڈیکل کالجوں میں جاری الائیڈ ہیلتھ سائنسز پروگرامز(AHS)بند کرنے سے ہزاروں طلباء وطالبات کا مستقبل غیر محفوظ ہونے کا خدشہ(---جاری) -----------	207

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
36۔	دریائے راوی لاہور میں زہریلا پانی اور کوڑا کرکٹ ڈالنے سے زیر زمین پانی بھی زہریلا ہونے کا خدشہ (۔۔۔جاری) ------------	208
37۔	لاہور میں متروکہ وقف (ہندواوقاف) کی سینکڑوں کنال اراضی خلاف قانون و پالیسی ڈیفنس ہاؤسنگ اتھارٹی کے نام منتقل (۔۔۔جاری) ------------	209
38۔	فیصل آباد کھرڑیانوالہ شیخوپورہ روڈ پر طویل لوڈشیڈنگ کے خلاف احتجاج کرنے والوں پر پولیس کا لاٹھی چارج، چادر اور چار دیواری کے تقدس کو پامال کرنا (۔۔۔جاری) ------------	210
39۔	ڈی ایف او چھانگا مانگا کا عرصہ دراز سے قائم مزدوروں کی بستی کو بذریعہ بلڈوزر گرانا (۔۔۔جاری) ------------	211
40۔	لاہور کی سڑکوں پر ہفتہ اور اتوار کی درمیانی شب کو متعدد ون ویلرز ہلاک و زخمی ------------	212
41۔	پنجاب میں ہیپاٹائٹس کے مرض میں مسلسل اضافہ ------------	213
42۔	پنجاب میں لاکھوں گاڑی مالکان قیمت ادا کرنے کے باوجود نمبر پلیٹوں سے محروم ------------	214
43۔	ویکسین کو سٹور کرنے کے لئے خریدے گئے کولڈ رومز میں سے اکثر بند ہونے کی وجہ سے ویکسین ضائع ہونے کا خدشہ ------------	215
44۔	صوبہ میں ہیپاٹائٹس کے بڑھتے ہوئے مرض کو روکنے کے لئے ضروری ادویات اور انجکشن فوری مہیا کرنے کا مطالبہ ------------	216
	سرکاری کارروائی	
	مسودات قانون (جو متعارف ہوئے)	
45۔	مسودہ قانون کمیشن برائے مقام نسواں پنجاب مصدرہ 2013 ------------	217
46۔	مسودہ قانون (ترمیم) ادائیگی اجرت پنجاب مصدرہ 2013 ------------	217
47۔	مسودہ قانون (ترمیم) (ریلیف) مصارف زندگی ملازمین 2013 ------------	218

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
48۔	مسودہ قانون (ترمیم) کم از کم اجرت برائے غیر ہنر مند کارکنان، پنجاب مصدرہ 2013 -----------	218
49۔	مسودہ قانون (ترمیم) دکانیں و کاروباری ادارے پنجاب مصدرہ 2013 -----------	219
50۔	مسودہ قانون (ترمیم) معاوضہ کارکنان پنجاب مصدرہ 2013 -----------	219
51۔	مسودہ قانون (ترمیم) نفاذ (انٹرنیشنل سسٹم) اوزان و پیمانے پنجاب مصدرہ 2013 -----------	220
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
52۔	مسودہ قانون (ترمیم) پنجاب سروس ٹربیونلز مصدرہ 2013 -----------	221
	جمعۃ المبارک، 16۔اگست 2013	
	جلد 4: شمارہ 4	
53۔	ایجنڈا -----------	229
54۔	تلاوت قرآن پاک و ترجمہ -----------	231
55۔	نعت رسول مقبول ﷺ -----------	232
	سوالات (محکمہ جات صنعت، تجارت و سرمایہ کاری)	
56۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات -----------	233
57۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات (جو ایوان کی میز پر رکھے گئے) -----------	256
	تحاریک التوائے کار	
58۔	پنجاب کے ادارہ صحت میں متعدی بیماریوں اور سانپ کے کاٹے کے علاج کے لئے ادویات کی عدم دستیابی -----------	261
59۔	ٹوبہ ٹیک سنگھ کے مین بازار میں سینکڑوں چھابڑی فروش اور ریڑھی بانوں کو بغیر پیشگی نوٹس کے بے دخل کرنے سے پریشانی کا سامنا -----------	262
60۔	مین بازار ٹوبہ ٹیک سنگھ کے دکانداروں کا ٹی ایم اے کے عملہ سے ساز باز کر کے سینکڑوں چھابڑی فروشوں کو بے دخل کرنا -----------	263

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
61۔	ضلع میانوالی کے حلقہ پی پی۔46 کے قصبہ علووالی کی سڑکوں اور قابل کاشت رقبہ کو مون سون کی بارشوں اور دریائے سندھ کے سیلابی ریلے سے بچانے کے لئے دفاعی بند تعمیر کرنے کا مطالبہ -----------	266
	سرکاری کارروائی	
	بحث	
62۔	پنجاب پنشن فنڈ برائے سال2010 کی رپورٹ پر عام بحث -----------	268
	سوموار،19۔اگست2013	
	جلد 4:شمارہ 5	
63۔	ایجنڈا -----------	273
64۔	تلاوت قرآن پاک وترجمہ -----------	275
65۔	نعت رسول مقبولﷺ -----------	276
	سوالات (محکمہ جات جنگلات،جنگلی حیات وماہی پروری)	
66۔	نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات -----------	277
67۔	قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک -----------	310
	قرارداد	
68۔	"ایکسپریس نیوز" کے کراچی دفتر پر ہونے والے حملے کی پُرزور مذمت -----------	311
	توجہ دلاؤنوٹس	
69۔	سرگودھا: اشتہاریوں کی فائرنگ سے اے ایس آئی کی ہلاکت کی تفصیلات -----------	312
70۔	ماڈل ٹاؤن لاہور میں14 لاکھ روپے کی ڈکیتی کی تفصیلات -----------	314
	تحاریک التوائے کار	
71۔	پاکستان اور صوبہ پنجاب میں سیلاب اور بھارت کی جانب سے پانی چھوڑنے سے تباہ کاریاں -----------	315

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
	رپورٹ(جو پیش ہوئی)	
72۔	مسودہ قانون لوکل گورنمنٹ پنجاب مصدرہ2013کے بارے میں مجلس خصوصی نمبر2کی رپورٹ کا ایوان میں پیش کیا جانا -----------	317
	مسودہ قانون (جو زیر غور لایا گیا)	
73۔	مسودہ قانون(ترمیم)اینیملز سلاٹر کنٹرول پنجاب مصدرہ2013 -----------	317
74۔	انڈکس	

1

اجلاس کی طلبی کا اعلامیہ

No.PAP/Legis-1(29)/2013/921.Dated: 7th August, 2013. The following Order, made by the Governor of the Punjab, is hereby published for general information:-

> "In exercise of the powers conferred under Article 109 of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, I, **Muhammad Sarwar,** Governor of the Punjab, hereby summon the Provincial Assembly of the Punjab to meet on Monday, 12th August, 2013 at 3:00 p.m. in the Provincial Assembly Chambers, Lahore.

Dated Lahore, the
7th August, 2013

MUHAMMAD SARWAR
GOVERNOR OF THE PUNJAB"

3

ایجنڈا

برائے اجلاس صوبائی اسمبلی پنجاب

منعقدہ،12۔اگست2013

تلاوت قرآن پاک وترجمہ اور نعت رسول مقبول ﷺ

سوالات

(محکمہ جات اوقاف ومذہبی امور)

نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات

توجہ دلاؤنوٹس

سرکاری کارروائی

(اے) مسودہ قانون کا پیش کیا جانا

مسودہ قانون کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2013

ایک وزیر مسودہ قانون کمیشن برائے حیثیت خواتین پنجاب 2013 ایوان میں پیش کریں گے۔

(بی) عام بحث

"مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث"

5

صوبائی اسمبلی پنجاب

1۔ ایوان کے عہدے دار

جناب سپیکر	:	رانا محمد اقبال خان
جناب ڈپٹی سپیکر	:	سردار شیر علی گورچانی
وزیر اعلیٰ	:	میاں محمد شہباز شریف
قائد حزب اختلاف	:	میاں محمود الرشید

2۔ چیئرمینوں کا پینل

1۔	جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے	پی پی۔237
2۔	سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے	پی پی۔250
3۔	جناب احسان الحق باجوہ، ایم پی اے	پی پی۔281
4۔	ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے	ڈبلیو۔356

3۔ کابینہ

1۔	راجہ اشفاق سرور	:	وزیر محنت و انسانی وسائل
2۔	کرنل (ریٹائرڈ) شجاع خانزادہ	:	وزیر تحفظ ماحولیات
3۔	جناب شیر علی خان	:	وزیر توانائی، معدنیات و کان کنی*
4۔	جناب تنویر اسلم ملک	:	وزیر ہاؤسنگ و شہری ترقی اور پبلک ہیلتھ انجینئرنگ، مواصلات و تعمیرات*

- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 11۔جون2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اگست تا 2۔ستمبر2013) تفویض کیا گیا۔
- بذریعہ ایس اینڈ جی اے ڈی نوٹیفکیشن نمبر SO(CAB-.II)2-10/2013 مورخہ 28۔اگست2013 وزراء کو ان کے اپنے محکموں کے علاوہ دیگر محکمہ جات کا اضافی چارج برائے اجلاس (12۔اگست تا 2۔ستمبر2013) تفویض کیا گیا۔

6

5۔	جناب محمد آصف ملک	:	جنگلات، جنگلی حیات اور ماہی پروری
6۔	جناب بلال یٰسین	:	وزیر خوراک
7۔	رانا ثناء اللہ خان	:	وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ وزیر قانون و پارلیمانی امور*
8۔	محترمہ حمیدہ وحیدالدین	:	وزیر ترقی خواتین، ایس اینڈ جی اے ڈی* وزیر ٹرانسپورٹ*
9۔	میاں مجتبیٰ شجاع الرحمٰن	:	وزیر خزانہ، آبکاری و محصولات*
10۔	رانا مشہود احمد خان	:	وزیر سکولز ایجوکیشن، ہائر ایجوکیشن*، امور نوجواناں* کھیلیں*، آثار قدیمہ اور سیاحت*
11۔	میاں یاور زمان	:	وزیر آبپاشی
12۔	جناب عبدالوحید چودھری	:	وزیر جیل خانہ جات
13۔	ملک ندیم کامران	:	وزیر زکوٰۃ و عشر
14۔	میاں عطاء محمد خان مانیکا	:	وزیر سماجی بہبود و بیت المال
15۔	ڈاکٹر فرخ جاوید	:	وزیر زراعت
16۔	جناب آصف سعید منیس	:	وزیر خصوصی تعلیم
17۔	سید ہارون احمد سلطان بخاری	:	وزیر اوقاف و مذہبی امور
18۔	ملک محمد اقبال چنڑ	:	وزیر امداد باہمی
19۔	چودھری محمد شفیق	:	صنعت، تجارت اور سرمایہ کاری
20۔	محترمہ ذکیہ شاہنواز خان	:	وزیر بہبود آبادی، انفارمیشن و کلچر*
21۔	جناب خلیل طاہر سندھو	:	وزیر انسانی حقوق اور اقلیتی امور، صحت*

7

5- ایڈووکیٹ جنرل

جناب مصطفیٰ رمدے

6- ایوان کے افسران

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی	:	رائے ممتاز حسین بابر
ڈائریکٹر جنرل (پارلیمانی امور اینڈ ریسرچ)	:	جناب عنایت اللہ لک

9

صوبائی اسمبلی پنجاب

سولھویں اسمبلی کا چوتھا اجلاس

سوموار، 12۔اگست 2013

(یوم الاثنین، 4۔شوال المکرم 1434ھ)

صوبائی اسمبلی پنجاب کا اجلاس اسمبلی چیمبرز، لاہور میں شام 4 بج کر 51 منٹ پر زیر صدارت جناب سپیکر رانا محمد اقبال خان منعقد ہوا۔

تلاوت قرآن پاک و ترجمہ قاری عبدالغفار شاکر نے پیش کیا۔

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیمo

بِسۡمِ ٱللهِ ٱلرَّحۡمَـٰنِ ٱلرَّحِيمِo

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ
اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ۗ وَكَانَ اللّٰهُ
بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِيْمًا ﴿۴۰﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِيْرًا ﴿۴۱﴾ وَّ
سَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلًا ﴿۴۲﴾ هُوَ الَّذِیْ يُصَلِّیْ عَلَيْكُمْ وَمَلٰٓئِكَتُهٗ
لِيُخْرِجَكُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوْرِ ۗ وَكَانَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَحِيْمًا ﴿۴۳﴾
تَحِيَّتُهُمْ يَوْمَ يَلْقَوْنَهٗ سَلٰمٌ ۚۖ وَاَعَدَّ لَهُمْ اَجْرًا كَرِيْمًا ﴿۴۴﴾

سورة الأحزاب آيات 40تا44

محمدؐ تمہارے مردوں میں سے کسی کے والد نہیں ہیں بلکہ اللہ کے پیغمبرؐ اور نبیوں (کی نبوت) کی مہر (یعنی اس کو ختم کر دینے والے) ہیں اور اللہ ہر چیز سے واقف ہے (40) اے اہل ایمان اللہ کا بہت ذکر کیا کرو (41) اور صبح اور شام اس کی پاکی بیان کرتے رہو (42) وہی تو ہے جو تم پر رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو اندھیروں سے نکال کر روشنی کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر مہربان ہے (43) جس روز وہ اس سے ملیں گے ان کا تحفہ (اللہ کی طرف سے) سلام ہوگا اور اُس نے ان کے لئے بڑا ثواب تیار کر رکھا ہے (44)

وماعلينا الالبلاغo

نعت رسول مقبولﷺ الحاج حافظ مرغوب احمد ہمدانی نے پیش کی۔

نعت رسول مقبولﷺ

ایسا کوئی محبوبؐ نہ ہوگا نہ کہیں ہے
بیٹھا ہے چٹائی پہ مگر عرش نشیں ہے
ملتا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے دَر سے
اِک لفظ نہیں ہے جو تیرے لب پہ نہیں ہے
دل گریہ کناں اور نظر سوئے مدینہ
اعظم تیرا اندازِ طلب کتنا حسین ہے

(اذانِ عصر)

جناب سپیکر: میں پہلے سیکرٹری اسمبلی سے کہوں گا کہ پینل آف چیئرمین کا اعلان کیا جائے۔

چیئرمینوں کا پینل

قائم مقام سیکرٹری اسمبلی: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب 1997 کے قاعدہ 13 کے تحت جناب سپیکر نے اسمبلی کے موجودہ اجلاس کے لئے مندرجہ ذیل ترتیب سے چار معزز ممبران پر مشتمل پینل آف چیئرمین نامزد فرمایا ہے:

1۔ جناب محمد نعیم اختر خان بھابھا، ایم پی اے پی پی۔237

2۔ سردار عاطف حسین خان مزاری، ایم پی اے پی پی۔250

3۔ جناب احسان الحق باجوہ، ایم پی اے پی پی۔281

4۔ ڈاکٹر نوشین حامد، ایم پی اے ڈبلیو-356

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، محمد سبطین خان صاحب!

تعزیت

قائد حزب اختلاف (میاں محمود الرشید) کے جواں سال بیٹے اور معزز ممبر چودھری غلام مرتضیٰ کی والدہ ماجدہ اور کوئٹہ میں دہشت گردی میں آفیسرز اور اہلکاران کی وفات پر دعائے مغفرت

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ سے یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ چند دن پہلے قائد حزب اختلاف پنجاب میاں محمود الرشید صاحب کے جواں سال بیٹے کا انتقال ہوا۔ میرے خیال میں اس پر ہمارا پورا ایوان، پورا پنجاب اور پورا پاکستان افسوس کا اظہار کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے قابل عزت ممبر چودھری غلام مرتضیٰ صاحب کی والدہ کا بھی چند دن پہلے انتقال ہوا تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ہمیں پہلے اُن کے لئے فاتحہ پڑھنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پچھلے دنوں کوئٹہ میں دہشت گردی کا ایک واقعہ ہوا اُس میں ہمارے جو بھی جوان اور آفیسرز شہید ہوئے یا ہماری کنٹرول لائن پر جو جوان شہید ہوئے ہیں میری یہ گزارش ہو گی کہ اُن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ہم اُن کے لئے بھی فاتحہ خوانی کر دیتے ہیں لیکن اُس کے لئے فائل تیار ہو رہی ہے تو آپ سب نے مل کر اُس پر resolution پاس کرنا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ اس پر ایک متفقہ قرارداد آنی چاہئے۔

جناب سپیکر: جی، فاتحہ خوانی کی جائے۔

(اس مرحلہ پر سانحہ کوئٹہ میں شہید ہونے والوں کے لئے فاتحہ خوانی کی گئی)

جناب سپیکر: جی، رانا صاحب!

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں قواعد کی معطلی کی تحریک پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ لوکل گورنمنٹ بل پر جو بحث ہو رہی ہے وہ جاری رہے لیکن آپ کے پاس بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ایک چیز طے ہوئی تھی کہ اسی بحث کے دوران سانحہ کوئٹہ اور دیگر دہشت گردی کے جو واقعات ہوئے ہیں اُن کی مذمت کے لئے اور ہمارے جو آفیسرز و جوان ان واقعات میں شہید ہوئے ہیں اور خاص طور پر فیاض احمد سُنبل ڈی آئی جی، جو کہ بڑے ہی بہادر، فرض شناس اور بہت ہی اچھے آفیسر تھے تو اُن تمام شہداء کی families کے لئے اظہارِ تعزیت کے طور پر اس بحث کے دوران وہ قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔

مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ/قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> "قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: جی، یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباطِ کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 42,64,71,84 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے نئے لوکل گورنمنٹ سسٹم پر براہِ راست عام بحث کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک منظور ہوئی)

قواعد معطل ہونے کی وجہ سے وقفہ سوالات نہ ہو سکا اس لئے تمام نشان زدہ سوالات اور اُن کے جوابات ایوان کی میز پر رکھے گئے

سوالات

(محکمہ جات اوقاف و مذہبی امور)

ضلع لاہور۔ مساجد کی تعداد و دیگر تفصیلات

*6: میاں نصیر احمد: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) ضلع لاہور میں محکمہ کے زیر کنٹرول کل کتنی سرکاری مساجد ہیں نیز یہ کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) کیا ان سرکاری مساجد میں خطیب، امام اور مؤذن کی تعیناتی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے؟

(ج) کیا سرکاری مساجد کے بل اور دوسرے اخراجات محکمہ برداشت کرتا ہے یا علاقے کے مخیر حضرات برداشت کرتے ہیں؟

(د) کیا سرکاری مساجد میں بچوں کی دینی تعلیم کے لئے مدرسے بھی موجود ہیں نیز ان کا انتظام و انصرام کیسے چلایا جاتا ہے تفصیل سے ایوان کو آگاہ کیا جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) محکمہ اوقاف و مذہبی امور کے تحت قائم خود مختار ادارے، اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول ضلع لاہور میں وقف شدہ 114 مساجد ہیں۔ جس کی فہرست ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) جی ہاں! اوقاف آرگنائزیشن کی زیر تحویل مساجد میں عملہ مساجد (خطباء /آئمہ و مؤذنین وغیرہ) کی تعیناتی محکمہ کی طرف سے کی جاتی ہے۔

(ج) اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول مساجد کے جملہ اخراجات (تنخواہ عملہ، بل بجلی، خرید صف /دریاں و شامیانہ جات، ختم قرآن وغیرہ) محکمہ دیتا ہے علاوہ ازیں مساجد کی مرمت اور تزئین و آرائش کے اخراجات بھی محکمہ ہذا برداشت کرتا ہے۔ تاہم مخیر حضرات بھی مساجد کے متفرق اخراجات میں معاونت کرتے ہیں۔

(د) اوقاف آرگنائزیشن کے زیر کنٹرول مساجد میں ناظرہ و حفظ القرآن و تجوید و قرأت کا باقاعدہ انتظام موجود ہے۔ مزید برآں لاہور شہر کی 17 اہم مساجد کے ساتھ مدارس و جامعات قائم ہیں ان میں علیٰحدہ سے مدرسین تعینات کئے ہوئے ہیں۔ ان مدارس میں سے ایک مثالی مدرسہ دربار حضرت داتا گنج بخش لاہور سے ملحقہ "جامعہ ہجویریہ" ہے۔ جس میں شہادۃ العالمیہ فی العلوم العربیہ والاسلامیہ (ایم اے) تک تعلیم کا انتظام موجود ہے اور جامعہ ہذا میں مقیم طلباء کے لئے قیام و طعام کے انتظام بھی محکمہ کرتا ہے۔ علاوہ ازیں جامع مسجد نیلا گنبد لاہور میں قائم ادارہ "جامعہ عربیہ رحیمیہ" میں بھی تجوید و قرأت اور درس نظامی کی ابتدائی کلاسز کا انتظام موجود ہے۔ مزید برآں دربار حضرت میاں میر سے ملحق دو مدارس قائم ہیں جن میں علیٰحدہ علیٰحدہ طلباء و طالبات کے لئے حفظ و ناظرہ اور تجوید و قرأت کے انتظامات موجود ہیں۔

بہاولپور: جامع مسجد الصادق کی آمدن و دیگر تفصیلات

*71: ڈاکٹر سید وسیم اختر: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) کیا یہ درست ہے کہ بہاولپور شہر میں جامع مسجد الصادق شاہی بازار کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے اس مسجد کی ملکیت کتنی دکانیں اور زرعی رقبہ ہے؟

(ب) مالی سال 12-2011 کے دوران اس مسجد کی تزئین و آرائش پر کتنی رقم خرچ کی گئی، کیا کیا کام ہوئے اور مسجد سے منسلک جائیداد سے کل کتنی آمدن ہوئی؟

(ج) کیا مسجد کے ساتھ کوئی لائبریری ہے، اگر نہیں تو کیا محکمہ اس مسجد کے لئے لائبریری بنانے کا ارادہ رکھتا ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) یہ درست ہے کہ جامع مسجد الصادق بہاولپور واقع شاہی بازار کا انتظام محکمہ اوقاف کے پاس ہے اس مسجد سے ملحقہ 255 دکانات ہیں، مسجد سے ملحقہ زرعی رقبہ نہ ہے۔

(ب) مالی سال12۔2011میں جامع مسجد الصادق بہاولپور کی تعمیر ومرمت پر کل رقم 1,04000/۔روپے خرچ ہوئے (مرمت واٹر سپلائی پائپ لائن + خصوصی مرمت لواٹری بلاک)اور سال 12۔2011میں مسجد سے منسلکہ جائیداد سے ہونے والی کل آمدن مبلغ 3183000/۔روپے ہے۔

(ج) مسجد مذکور سے منسلک کوئی لائبریری موجود نہ ہے اور نہ ہی اس مقصد کے لئے کوئی بجٹ مختص ہے۔

لاہور: داتادربار ہسپتال کی نرسز کو ڈریس الاؤنس اور میس الاؤنس دینے کی تفصیلات

*316: **جناب محمد ثقلین انور سپرا:** کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) کیا یہ درست ہے کہ پورے پنجاب کے ہسپتالوں میں جو نرسز بھرتی کی جاتی ہیں ان سب کا ایک ہی criteria ہوتا ہے؟

(ب) کیا یہ بھی درست ہے کہ ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ پنجاب نے نوٹیفکیشن نمبر SO(ND)2-26/2004(VOLII) مورخہ 19-01-2012 کو جاری کیا جس کے مطابق پنجاب بھر کے ہسپتالوں میں کام کرنے والی نرسز بالترتیب گریڈ16اور17کے لئے Dress Allowanceاور Mess Allowance کی مد میں دس ہزار اور سات ہزار پانچ سو روپے ماہانہ کا اضافہ کیا گیا تھا؟

(ج) کیا یہ بھی درست ہے کہ داتادربار ہسپتال لاہور جو محکمہ اوقاف کے انڈر کام کر رہا ہے میں کام کرنے والی نرسز حکومت پنجاب کی فراہم کردہ اس سہولت سے محروم ہیں اور انہیں ابھی تک یہ ماہانہ اضافہ نہیں دیا گیا؟

(د) اگر جزہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو حکومت مذکورہ ہسپتال میں کام کرنے والی نرسز کو کب تک یہ الاؤنسز دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) داتا دربار ہسپتال لاہور اوقاف آرگنائزیشن پنجاب کے زیر اہتمام کام کر رہا ہے جو کہ ایک خود مختار ادارہ ہے جس کے اپنے قواعد وضوابط ہیں جن کے تحت نئی بھرتیاں عمل میں لائی جاتی ہیں۔

(ب) یہ درست ہے، لیکن اس مذکورہ نوٹیفکیشن کا اطلاق تب ہو گا جب محکمہ ہذا اس کو بعد از منظوری اوقاف بورڈ اپنائے گا۔

(ج) مذکورہ نوٹیفکیشن کو منظوری کے لئے اوقاف بورڈ میں پیش کیا جائے گا جو اپنے مالی وسائل دیکھ کر اس کو adopt کرنے کا فیصلہ کرے گا۔

(د) اوقاف آرگنائزیشن پنجاب ایک خود مختار ادارہ ہے نوٹیفکیشن کو adopt کرنے کا فیصلہ اوقاف بورڈ نے اپنے مالی وسائل مدنظر رکھتے ہوئے کرنا ہوتا ہے جس کے بعد اس کو adopt کرنے یا نہ کرنے کی بابت فیصلہ کیا جائے گا۔

ضلع پاکپتن: محکمہ اوقاف کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*385: **جناب احمد شاہ کھگہ**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

ضلع پاکپتن میں صوبائی محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے، کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے، مکمل تفصیل فراہم کی جائے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

کل رقبہ	قابل کاشت رقبہ	بنجر / غیر کاشتہ
1543 کنال 5 مرلے	1471 کنال 6 مرلے	71 کنال 19 مرلے

تفصیل بر فلیگ (اے) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

پاکپتن: مزارات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*386: **جناب احمد شاہ کھگہ**: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:-

(الف) پاکپتن میں کل کتنے مزار محکمہ اوقاف کے زیر کنٹرول ہیں؟

(ب) سال11۔2010 اور سال12۔2011 کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل سے آگاہ کریں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پاکپتن میں کل 6 مزارات محکمہ اوقاف پنجاب کے زیر کنٹرول ہیں۔

(ب) سال 11۔2010 اور سال 12۔2011 کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل درج ذیل ہے۔

سال11۔2010		سال12۔2011	
آمدن	اخراجات	آمدن	اخراجات
3,77,31,425	1,28,58,866	4,54,91,509	1,51,59,687

ہر دربار کی آمدن واخراجات کی علیٰحدہ علیٰحدہ تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

لاہور: اوقاف کی زمین پر قبضہ کی تفصیلات

*406: **محترمہ راحیلہ خادم حسین**: کیا وزیر اوقاف از راہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) پی پی۔144 اور 145 میں اوقاف کے پاس کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ پی پی۔144 اور 145 لاہور اوقاف کی زمین پر اوقاف کے ملازمین کی ملی بھگت سے لوگوں نے قبضہ کر رکھا ہے؟

(ج) کیا حکومت اوقاف کی اس زمین کو جو آبادی میں آچکی ہے لیز پر غریب لوگوں کو دینے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) پی پی۔144 اور 145 میں 211 کنال 10 مرلے وقف رقبہ محکمہ اوقاف کے زیر انتظام وانصرام ہے جس کی تفصیل برفلیگ (الف) ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے بلکہ ان اراضیات کو سالانہ پٹا پر بذریعہ نیلام عام نیلام کیا جاتا ہے۔

(ج) کوئی وقف رقبہ ایسا نہ ہے جس پر آبادی قائم ہو چکی ہے۔

ضلع راولپنڈی:مزارات کی تعداد ودیگر تفصیلات

*415:جناب اعجاز خان:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے کل کتنے مزارات کہاں کہاں واقع ہیں؟

(ب) سال13۔2012کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل بیان کریں؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کے زیرانتظام کل 25مزارات ہیں جن کی تفصیل برفلیگ(الف)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

(ب) سال13۔2012کے دوران ان مزارات سے حاصل ہونے والی آمدن واخراجات کی تفصیل برفلیگ(ب)ایوان کی میز پر رکھ دی گئی ہے۔

ضلع راولپنڈی:محکمہ اوقاف کا رقبہ ودیگر تفصیلات

*418:جناب اعجاز خان:کیاوزیراوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کا کل کتنا رقبہ ہے؟

(ب) کتنا رقبہ بنجر اور کتنا کاشت ہوتا ہے یہ رقبہ محکمہ خود کاشت کرتا ہے اگر ٹھیکہ پر دیا جاتا ہے تو کس اتھارٹی کی منظوری سے؟

(ج) کتنے رقبہ پر لوگ غیر قانونی قابض ہیں تو کب سے؟

(د) کیاحکومت ان غیر قانونی قابضین سے یہ رقبہ واگزار کروانے کا ارادہ رکھتی ہے تو کب تک؟

وزیراوقاف ومذہبی امور(سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) ضلع راولپنڈی میں محکمہ اوقاف کا کل رقبہ2188کنال11مرلہ ہے۔

(ب) بنجر رقبہ تعدادی900کنال اور قابل کاشت رقبہ 1288کنال 11مرلہ ہے۔ محکمہ اوقاف اراضی خود کاشت نہیں کرتا بلکہ زرعی مقاصد کے لئے برسرعام سالانہ پٹا پر نیلام کرتا ہے۔ قواعد کے مطابق اراضی سالانہ پٹا پر دینے کے لئے شیڈول نیلام کی منظوری کے مجاز ڈائریکٹر اسٹیٹ اوقاف پنجاب ہیں۔

(ج) ضلع راولپنڈی میں وقف اراضی تعدادی56 کنال3مرلہ عرصہ 40سال سے ناجائز قبضہ میں ہے۔

(د) محکمہ ہذا وقف رقبہ ناجائز قابضین سے واگزار کروانے کا مصمم ارادہ رکھتا ہے اور اس بابت پنجاب وقف پراپرٹیز آرڈیننس1979 کی شق 8 کے تحت ناجائز قابضین کو نوٹسز جاری کئے جا چکے ہیں۔

لاہور: حضرت باباشاہ گوہر پیر کے سالانہ عرس کے لئے
فنڈز کی فراہمی و دیگر تفصیلات

*559: محترمہ راحیلہ خادم حسین: کیاوزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ :۔

(الف) حضرت باباشاہ گوہر پیر (محمود بوٹی) لاہور کے سالانہ عرس پر رنگ روغن، لائٹوں اور لنگر کے لئے سالانہ کتنا فنڈ دیا جاتا ہے؟

(ب) کیا یہ درست ہے کہ محکمہ اوقاف کے ملازمین اور افسران مل کر فنڈ میں خورد برد کرتے ہیں؟

(ج) اگر جز ہائے بالا کا جواب اثبات میں ہے تو کیا حکومت ان افسران اور ملازمین کے خلاف کارروائی کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) دربار حضرت شاہ گوہر پیر محمود بوٹی لاہور کی سالانہ عرس گرانٹ برائے سال 13۔2012 مبلغ۔/25,000روپے خرچ کئے گئے جو کہ لنگر و لائٹوں اور دیگر عرس انتظامات کے سلسلہ میں تھے جبکہ محکمہ اس دربار شریف پر رنگ و روغن کے لئے سال 13۔2012 میں مبلغ۔/94,000روپے خرچ کر چکا ہے۔

(ب) یہ درست نہ ہے کیونکہ محکمہ اوقاف دربار شریف کی امور مذہبیہ کمیٹی کے ساتھ مل کر عرس کی تقریبات اور اخراجات کرتا ہے۔

(ج) اگر کوئی شکایت ہو گی تو مناسب کارروائی کی جائے گی۔

بہاولپور: دربار حضرت محکم الدین سیرانی کی آمدن و خرچ کی تفصیلات

*592: میاں محمد شعیب اویسی: کیا وزیر اوقاف ازراہ نوازش بیان فرمائیں گے کہ:۔

(الف) دربار حضرت محکم الدین سیرانی خانقاہ شریف (بہاولپور) سے سال 12-2011 اور 13-2012 کے دوران کتنی آمدن سالانہ ہوئی ہے؟

(ب) ان سالوں کے دوران اس دربار پر کتنی رقم کس کس کام پر خرچ ہوئی، تفصیل سال اور کام وار بتائیں؟

(ج) کیا یہ درست ہے کہ دربار ہذا کی بلڈنگ کی چھت اور غسل خانہ جات کی حالت درست نہ ہے، زائرین کے بیٹھنے کے لئے فرش ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور ان کے لئے کمروں کی حالت بھی خراب ہے؟

(د) کیا حکومت اس دربار کے درج بالا کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے، اگر نہیں تو اس کی وجوہات کیا ہیں؟

وزیر اوقاف و مذہبی امور (سید ہارون احمد سلطان بخاری):

(الف) دربار حضرت محکم الدین سیرانی خانقاہ شریف (بہاولپور) کی آمدن بالترتیب سال 12۔2011 اور 13۔2012 مبلغ۔/24,23,125 روپے اور 27,40,329 روپے ہے۔

(ب) ان سالوں کے دوران دربار پر ترقیاتی کام کے سلسلے میں کوئی رقم خرچ نہ ہوئی ہے۔

(ج) ہاں! یہ درست ہے کہ دربار ہذا کی بلڈنگ کی چھت اور غسل خانہ جات کی حالت قابل مرمت ہے۔

(د) جی، ہاں! حکومت اس دربار پر سال 14۔2013 میں درج ذیل کام کروانے کا ارادہ رکھتی ہے۔

فرشبندی صحن مسجد (2400) مربع فٹ ماربل۔ تبدیلی و درستی وائرنگ بجلی، تعمیر نوا لیواٹری بلاک (18 عدد) تنصیب خاردار تار سکیورٹی انتظامات اور خصوصی مرمت دربار (مرمت چھت۔ تبدیلی بیم، بالے، پھٹیاں، فریسکو، ٹائل روفنگ وغیرہ)

سرکاری کارروائی

بحث

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر: جی، قواعد کو معطل کیا جاتا ہے۔ حزبِ اختلاف کی طرف سے بحث کا آغاز ہوگا۔ جی، سردار شہاب الدین صاحب!

سردار شہاب الدین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آپ کی بہت مہربانی ہے کہ آپ نے مجھے بحث کرنے کا موقع عنایت فرمایا۔ میں مختصراً عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے محترم وزیر لوکل گورنمنٹ رانا ثناء اللہ خان صاحب موجود ہیں۔ یہاں لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بڑی اچھی بحث کا آغاز ہوا، اس مسودے کو پڑھنے کے بعد جو بنیادی بات میرے علم میں آئی وہ آئین کا آرٹیکل A-140 ہے۔ اگر آئین کے آرٹیکل A-140 کو پڑھا جائے تو اس میں clear cut ہے کہ اگر ہمیں لوکل گورنمنٹ سسٹم لانا ہے تو ہمیں نچلی سطح پر اختیارات دینے ہیں یعنی مالی، انتظامی اور سیاسی اختیارات دینے چاہئیں۔ اگر لوکل باڈیز ہیں تو یہاں بل کے پورے مسودے میں لوکل گورنمنٹ ہی لکھا ہوا ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ اس کو ہم لوکل گورنمنٹ یا لوکل باڈیز کہیں؟

جناب سپیکر! میری آپ کے توسط سے منسٹر لوکل گورنمنٹ سے یہ گزارش ہوگی کہ اس ایوان کو واضح طور پر بتانا چاہئے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم کا جو مسودہ پیش کیا گیا ہے اس میں آئین کے آرٹیکل A-140 کے مطابق political, administrative and financial power منتقل ہو رہی ہیں یا نہیں؟ اس میں پہلی بات تو یہ ہے کہ یہ مسودہ جو پیش کیا گیا ہے اگر ایوان نے اسے اسی طرح پاس کر دیا تو بہت سے وکلاء صاحبان اس کو کورٹ میں چیلنج کریں گے کہ یہ آئین کے آرٹیکل A-140 کے خلاف ہے۔ اس وجہ سے بلدیاتی الیکشن میں تاخیر ہو سکتی ہے۔ اس لوکل گورنمنٹ بل پر بحث میں بڑی لمبی چوڑی تقاریر ہوئی ہیں اس پر میں رانا ثناء اللہ خان صاحب کا بہت شکر گزار ہوں کہ اپوزیشن کو بھی انہوں نے دعوت دی اور کمیٹی میں فورم کو بڑا open رکھا جس میں تمام معزز ممبران نے حصہ لیا۔ میرے علم میں ایک یہ بات آئی ہے کہ کیا ہم اس سسٹم میں۔۔۔

جناب سپیکر: آپ نے جو باتیں کی ہیں اگر وہ پوری ہو جائیں تو کیا یہ بل unanimously پاس ہو جائے گا؟

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! بالکل ہو جائے گا۔

جناب سپیکر: اچھا، مہربانی۔

سردار شہاب الدین خان: جناب سپیکر! آخری بات یہ عرض کروں گا کہ پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کی جانب سے لندن میں محترمہ بے نظیر بھٹو (شہید) اور موجودہ وزیر اعظم میاں محمد نواز شریف صاحب نے COD پر دستخط کئے تھے اس کو بھی اس بحث میں مدنظر رکھیں کہ یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میرے پاس 9 نام آئے ہیں۔ اگر اور صاحبان بھی بحث میں حصہ لینا چاہتے ہیں تو وہ اپنا نام لکھوا دیں۔ جناب محمد سبطین خان صاحب!

جناب محمد سبطین خان: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! میں آپ کا بڑا مشکور ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا۔ اس کے علاوہ میں آپ کی وساطت سے گورنمنٹ اور لاء منسٹر سے صرف تھوڑی سی clarification چاہوں گا بلکہ یہ لفظ بھی ٹھیک نہیں ہے میں اپنے سمجھنے کے لئے ایک وضاحت چاہوں گا کہ ہمیں اس بات پر stress دینا چاہئے کہ آرٹیکل A-140 جو کہ categorically بڑی وضاحت کے ساتھ کہتا ہے کہ آپ نے administrative and financial powers کو through لوکل گورنمنٹ سسٹم grass-roots level تک پہنچانا ہے۔ اب جو 2013 کا لوکل گورنمنٹ بل ہے جو چند دنوں کے بعد ایوان میں رپورٹ کے ساتھ lay ہو گا اگر تو اس میں آرٹیکل A-140 کو مدنظر رکھ کر ترامیم یا تجاویز چاہے وہ اپوزیشن کی طرف سے ہیں یا حکومت کی طرف سے ہیں انہیں شامل کیا گیا تو ہم پنجاب کی عوام کے لئے متفقہ طور پر لوکل گورنمنٹ کا قانون پاس کریں گے اور ایک نیا نظام لائیں گے تو ہمیں اس پر خوشی ہو گی۔

جناب سپیکر! جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے یا جہاں تک میرا علم مجھے یاد دلاتا ہے وہ یہ ہے If I am not wrong کہ یہ پہلا بلدیاتی قانون ہو گا جو ایک proper political Government دے رہی ہے۔ اس سے پہلے جتنے بھی بلدیاتی نظام آئے چاہے وہ 1979 یا 2001 کا بلدیاتی نظام تھا یا اس طرح کے جتنے نظام آئے وہ ڈکٹیٹروں کے ذریعے آئے۔ ڈکٹیٹر جنرل الیکشن کرانا نہیں چاہتے تھے تو

انہوں نے بلدیاتی نظام اتنا مضبوط بنایااور وہ بلدیاتی نظام کو prolong کرنا چاہتے تھے تاکہ عوام settled down ہو جائے۔اب میری گزارش یہ ہے کہ کسی فوجی آمر کی طرف سے جو بھی بلدیاتی نظام آیا چاہے وہ1979والا تھا یا2001والا تھااور اس میں اگر کوئی ایسی خوبیاں ہیں جن سے grass roots level پر عوام کو فائدہ پہنچتا ہے تو ہمیں ان سے مستفید ہونے میں میرے خیال میں کوئی ہچکچاہٹ یا پریشانی نہیں ہونی چاہئے بلکہ ہمیں ان کو بھی دیکھنا چاہئے۔ ہمارے subconscious یا back of our minds میں صرف ایک point ہونا چاہئے کہ ہمیں وہ بلدیاتی نظام دینا ہے جو آرٹیکل 140-A کے ساتھ چلے اور اس کے اندر رہتے ہوئے ہم عوام کے لئے اختیارات کو نیچے grass-root level تک پہنچائیں۔

جناب سپیکر!مجھے یاد آتا ہے کہ بلدیات کا بنیادی مقصد یہ ہوتا تھا کہ ہم مقامی سطح پر عوام کو اختیارات دیں تاکہ لوگوں کو لاہور،کراچی،کوئٹہ،پشاور اور اسلام آباد کے چکر نہ لگانے پڑیں بلکہ عوام کو ان کے جائز حقوق مقامی سطح پر ملیں۔اب اس میں مجھے تھوڑا بہت اختلاف نظر آ رہا ہے جو میں نے اس نظام کے حوالے سے Bill کے کچھ صفحات پڑھے ہیں۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ ہیلتھ اتھارٹی اور ایجوکیشن اتھارٹی پر میری بہت ساری reservations ہیں جو اس لئے ہیں کہ جب آپ ناظم یا چیئرمین بناتے ہیں، میں یہاں ناظم کا نام لینا نہیں چاہوں گا کیونکہ میرے دوستوں کو بُرا لگے گا اس لئے میں چیئرمین کہہ دیتا ہوں اور ناظم نہیں کہتا۔چیئرمین، وائس چیئرمین، میئر یا ڈپٹی میئر جو ہم بنانا چاہ رہے ہیں تو اگر اُن کے پاس یہ کنٹرولنگ اتھارٹیاں نہیں ہوں گی تو وہ کیا کریں گے ؟اب ایک سکول چاہے وہ پرائمری ہے، مڈل ہے، ہائر سیکنڈری ہے، تعلیمی اداروں میں کالج ہیں یا ہسپتال ہیں تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں کا concern چیئرمین یا میئر زیادہ effectively ان کو look after کر سکتا ہے اور ہماری نسبت جو ہم پنجاب یا لاہور میں بیٹھے ہیں وہ زیادہ توجہ اور اچھے طریقے کے ساتھ ان میں بہتری لا سکتا ہے۔

جناب سپیکر!دوسرے نمبر پر لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ پہلے ایک responsibility ہوتی تھی کہ فلاں صاحب would be responsible for that matter in the concerned district e.g. for law and order situation لیکن اس میں مجھے اتنی clarity نظر نہیں آئی کہ لاء اینڈ آرڈر کے ذمہ دار وہ چیئرمین صاحب ہوں گے، ڈی پی او صاحب ہوں گے، متعلقہ ڈسٹرکٹ کے ڈی سی او صاحب ہوں گے یا لاہور سے بیٹھ کر اس کو کنٹرول کیا جائے گا۔اس کے علاوہ ایک بہت بڑی ambiguity چیئرمین، میئر یا ڈپٹی میئر کی suspension کے بارے میں

ہے۔ ہونا تو یہ چاہئے تھا کہ concerned House کے پاس vote of noconfidence کے اختیارات ہونے چاہئیں نہ کہ ہم صوبہ کے ہیڈ کوارٹر میں بیٹھ کر اس کو کنٹرول کریں۔

جناب سپیکر! کسی سابقہ دور میں ایک ٹاؤن کمیٹی ہوا کرتی تھی اور یہ ٹاؤن کمیٹی وہ بچہ ہے جس کو ددھیال قبول کرتے ہیں اور نہ ننھیال قبول کرتے ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ٹاؤن کمیٹی بہت چھوٹا سا ایک یونٹ ہوتا ہے جو immediately یونین کونسل کے بعد آتا ہے۔ اس کے لئے اگر گورنمنٹ کوئی ٹاؤن کمیٹی بنانا چاہتی ہے تو پھر اس کے لئے سپیشل فنڈز بھی رکھے چاہے وہ فنانس کمیشن کے ذریعے ملیں لیکن اس کی کوئی determination کی جائے اور یہ بھی بتایا جائے کہ جو ٹاؤن کمیٹی ہوگی اس کی کام کرنے کی limits کیا ہوں گی، کہیں ایسا نہ ہو کہ وہ ٹاؤن کمیٹی عوام پر اتنے زیادہ ٹیکس لگا دے کیونکہ یہ یونین کونسل اور میونسپل کمیٹی کے درمیان آئے گی۔ اگر وہ taxation کرے گی تو پھر بھی عوام پر بوجھ آئے گا لہٰذا اس میں کچھ ambiguity ہے جسے دُور ہونا چاہئے۔ یونین کونسل کے بعد direct میونسپل کمیٹی، میونسپل کمیٹی کے بعد میونسپل کارپوریشن اور میونسپل کارپوریشن کے بعد میٹروپولیٹن کارپوریشن ہے جس کی وضاحت نہیں کی گئی۔۔۔

جناب سپیکر: میرے خیال میں درمیان میں ضلع کونسل بھی ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! وہ ضلع کونسل rural کے لئے ہے لیکن میں urban کے حوالے سے بات کر رہا ہوں۔ آپ بھی بالکل بجا فرما رہے ہیں کہ اگر اس کی بھی position بہتر ہو جائے گی تو اچھا ہو جائے گا۔ دیکھیں، اگر یہ ایوان متفقہ طور پر نئے بلدیاتی نظام کے Bill کو پاس کرتا ہے تو لوگ اپنے آپ کو زیادہ safe and secure محسوس کریں گے اور اس کا پنجاب میں بہت زبردست impact جائے گا بلکہ لوگ یہ کہیں گے کہ گورنمنٹ نے فراخدلی دکھائی ہے کیونکہ اپوزیشن کی تعداد تھوڑی تھی وہ چاہے انتالیس، چالیس، اکتالیس یا بیالیس لوگ تھے، اگر یہ انہیں neglect بھی کر جاتے تب بھی یہ Bill پاس ہو جانا تھا لیکن انہوں نے فراخدلی دکھاتے ہوئے اپوزیشن سے بھی تجاویز لی ہیں۔ ہم اپوزیشن سے ہیں یا میرے دوست گورنمنٹ بنچوں سے ہیں لیکن We belong to same community کیونکہ بنیادی طور پر ہم سیاستدان ہی ہیں۔ کوئی آدمی پاکستان مسلم لیگ (ن) میں چلا گیا، کوئی پاکستان تحریک انصاف، کوئی جماعت اسلامی، کوئی پاکستان پیپلز پارٹی یا کسی دوسری جماعت میں چلا گیا لیکن پنجاب میں بہت اچھا تاثر جائے گا کہ اپوزیشن نے بہتر تجاویز دی ہیں کیونکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ چیف منسٹر پنجاب صرف پاکستان مسلم لیگ (ن) کے چیف منسٹر نہیں ہیں بلکہ وہ پورے پنجاب کے چیف منسٹر

ہیں۔ اسی طرح آپ پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سپیکر نہیں بلکہ پورے پنجاب اور اس ایوان کے Custodian ہیں۔ یہ ایک اچھاimpact جائے گا کہ اپوزیشن نے اپنا بھرپور کردار ادا کیا اور عوام کی بہتری کے لئے ان کی تجاویز کو صرف اس وجہ سےlooked down upon نہیں کیا گیا کہ وہ اپوزیشن کی طرف سے آئی ہیں بلکہ جہاں اپنے صوبے اور ملک کی بات ہو اس میں کوئی گورنمنٹ یا اپوزیشن نہیں ہے بلکہ ہم سب سے پہلے پاکستانی ہیں اور انشاء اللہ ہم پاکستان اور اس صوبہ کے لئے اپناrole play کرنا چاہ رہے ہیں اور میرے خیال میں ہمیں کرنا بھی چاہئے کیونکہ یہی ہمارا گھر اور یہی base ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب سپیکر! میں آخر میں یہ بھی گزارش کرنا چاہوں گا کیونکہ ٹاؤن کمیٹی والی بات بھی ہو گئی اورrural and urban والی بات بھی ہو گئی لیکن یونین کونسل پر ہمارا آج بھی یہی مؤقف ہے کہ direct الیکشن کرایا جائے اورdirect الیکشن کرواکرmultiple vote basis پر الیکشن کرایا جائے جس میںwards نہ ہوں بلکہ جو یونین کونسل میں جیت کر آئے وہی چیئرمین بن جائے یعنی چیئرمین اور وائس چیئرمین پینل کے ساتھ لڑے۔ یونین کونسل کا جو چیئرمین ہے وہی اس یونین کونسل کی representation اپنے ضلع میں جاکر کرے۔ میرا خیال ہے کہ میں نے آپ سے بہت ٹائم لے لیا ہے۔

جناب سپیکر: آپ ٹائم کی فکر نہ کریں اور جتنا مرضی آپ بولیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! آپ کی اس فراخدلی پر بہت شکریہ۔ میں آخر میں یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ نظام تو سارے ہی اچھے ہوتے ہیں لیکن ان کیimplementation ہونی چاہئے۔ جیسے کہتے ہیں کہ matter وہ چیز کرتی ہے کہman behind the gun اس پر ہمیں اپنی نیک نیتی کے ساتھ کام کرنا چاہئے۔ ہم پنجاب کی بھلائی کے لئے انشاء اللہ محنت سے کام کریں گے اور امید ہے کہ ہماری جائز تجاویز پر عمل بھی کیا جائے گا تاکہ اس میں پوری عوام کا فائدہ اور بہتری ہو۔

جناب سپیکر: چودھری صدیق صاحب آپ کی طرف غصے سے دیکھ رہے ہیں۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! مجھے تو اس وقت ان کے چہرے پر مسکراہٹ نظر آرہی ہے۔

جناب سپیکر: انہوں نے میری طرف چہرہ کر کے مسکرایا ہے۔

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! اس کے ساتھ ہی میں آپ سے اجازت لوں گا۔ آپ کا بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، بہت شکریہ۔ محترم میاں محمد رفیق صاحب!

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ مقامی حکومت کے بل پر عام بحث میں حصہ لینے کے لئے آپ نے موقع عنایت فرمایا ہے۔ میری چند ایک گزارشات ہیں اور کوشش کروں گا کہ میں مختصر گزارشات پیش کروں۔ اس میں اس معزز ایوان کی رائے یا وزارت قانون کی رائے جو بھی ہو کہ اس کی composition کیسی ہو، جیسی بھی ہو مجھے اس پر کوئی اعتراض نہیں ہے۔ جیسی بھی یہ چاہیں گے ہو جائے لیکن میری گزارشات یہ ہیں کہ ایک تو الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ مقامی حکومتیں سیاسی نرسریاں ہیں جہاں سے تربیت لے کر لوگ صوبائی اسمبلیوں، پارلیمنٹ اور سینیٹ کے الیکشن میں حصہ لے کر آگے جائیں گے تو بہتری آئے گی اور برطانیہ کی مثال یہاں پیش کر سکتے ہیں کہ وہاں پر مقامی حکومتیں نرسریاں ہیں جہاں سے پارلیمنٹ میں لوگ آگے جاتے ہیں جیسا کہ ہمارے پنجاب کے گورنر چودھری محمد سرور صاحب بھی انہی نرسریوں سے تربیت لے کر پارلیمنٹ کے ممبر بنے اور "لارڈ" بھی بننے والے تھے کہ پاکستان اور پنجاب کے لئے یہ قربانی دی اور وہ سب کچھ چھوڑ کر پاکستان میں تشریف لائے ہیں تاکہ پنجاب کی اور پاکستان کی خدمت کر سکیں اور اسی لئے انہوں نے گورنری کا عہدہ قبول کیا ہے۔

جناب سپیکر! اگر جماعتی بنیادوں پر الیکشن نہیں ہوں گے تو پھر ہوتا یہ ہے کہ جس کا دل چاہتا ہے وہ الیکشن میں حصہ لینے کے لئے کھڑا ہو جاتا ہے اور آئندہ جب صوبائی اسمبلی یا پارلیمنٹ کے الیکشن ہوتے ہیں تو وہاں پر پھر یہ تضادات کھل کر سامنے آتے ہیں کہ بھئی آپ نے میری اس وقت مخالفت کی تھی اور اس نے میری مخالفت کی تھی۔ جب جماعتی ٹکٹ پر الیکشن ہوں گے تو ظاہر ہے کہ ہر کوئی اپنی اپنی جماعت میں گھس جائے گا اور پھر اس کے پلیٹ فارم سے ان کی تربیت شروع ہو جائے گی۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ الیکشن direct ہونے چاہئیں اور اس میں بیوروکریسی کا کوئی عمل دخل نہیں ہونا چاہئے۔ اس حوالے سے اگر کوئی خدشات بھی پائے جاتے ہیں کہ impeachment کا یا no confidence کا بھی عمل دخل رکھا جا سکتا ہے۔۔۔

جناب سپیکر: بیوروکریسی کا اردو ترجمہ کیا بنے گا؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نوکر شاہی۔

جناب سپیکر: نہیں۔ یہ جمہوریت ہے اور نوکر شاہی یہاں نہیں ہے۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! نوکر شاہی ابھی بھی عملی طور پر ہے اور آپ سے معذرت کے ساتھ عرض کرتا ہوں۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ ایسے الفاظ استعمال نہ کریں کیونکہ ان کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ آپ کی مہربانی ہوگی اور وہ آپ کے بھائی ہیں، آپ کے ملک کے ہیں اور آپ کے ساتھی ہیں۔ وہ نوکر شاہی نہیں ہیں کیونکہ اللہ کے فضل و کرم سے ہم شاہ کے غلام نہیں ہیں۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ٹھیک ہے۔ آپ کا بہت شکریہ اور تصحیح کرنے پر میں آپ کا مشکور ہوں۔ میں اس میں مالی اختیارات مانگتا ہوں کہ مالی اختیارات بھی مقامی حکومتوں کو حاصل ہونے چاہئیں۔ اگر انہیں مالی اختیارات نہ دیئے گئے تو نیچے یہ "انتشار" پیدا کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ مالی اختیارات سے میری مراد یہ ہے کہ ڈویلپمنٹ کا تمام کام یعنی ترقیاتی منصوبے مقامی حکومتوں کو دے دیئے جانے چاہئیں۔ پارلیمنٹ اور صوبائی اسمبلیوں کو قانون سازی اور پالیسی سازی کے اختیارات ہونے چاہئیں تاکہ وہ اداروں پر کنٹرول اور balance رکھیں اور پارلیمان کا صرف یہی role ہونا چاہئے۔ اگر یہ بھی خدشہ ہو کہ مالی اختیارات جیسا کہ یہ کہا جاتا ہے کہ پچھلے ادوار میں 40۔ارب روپے کی کرپشن ہوئی تھی تو اس پر پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بٹھا سکتے ہیں، اس پر ایک محتسب بٹھا سکتے ہیں اور اس پر ایک آڈٹ سسٹم قائم کیا جا سکتا ہے۔ پچھلے نظاموں میں آڈٹ کا کوئی نظام نہیں تھا جس کی وجہ سے کرپشن ہوتی رہی ہے۔

جناب سپیکر! اس بل میں پیش کئے جانے والے پنچایتی نظام پر مجھے اختلاف ہے کہ یونین کونسل یا Village Council کی سطح پر پنچایتی نظام یا پنچایت قائم کی جائے گی جو کہ نہ صرف ناکافی ہے بلکہ پنچایتی نظام جیسا کہ انگریز کے دور میں بھی موجود رہا اور پاکستان بننے کے فوراً بعد بھی یہ نظام جاری رہا۔ بھارت میں بھی یہ نظام آج تک جاری ہے اور وہاں جب پنچایت فیصلہ کرنے بیٹھتی ہے تو لوگ کہتے ہیں کہ بھگوان کرسی پر بیٹھ گیا یعنی جب "پنچ" کرسی پر بیٹھتا ہے تو اس کے فیصلوں کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہوتا ہے اس لئے میری یہ تجویز ہے کہ ہر گاؤں میں الیکشن کے ذریعے پنچایت قائم کی جائے اور اسے اختیارات دیئے جائیں جبکہ پنچایت کے اختیارات اور فیصلوں کو قانونی تحفظ بھی حاصل ہو

جس سے ہماری عدالتوں پر بوجھ کم ہو جائے گا اور انصاف اور قانون کی حکمرانی شروع ہو جائے گی جیسا کہ اب یہاں پر نہیں ہے۔ قانون کی حکمرانی ہے نہ انصاف کی حکمرانی ہے اس لئے یہ چھوٹے موٹے چلنے والے جھگڑوں کی بات جب پنچایت میں جاتی ہے یا پولیس کی تفتیش میں جاتی ہے تو دونوں دھڑے خانہ کعبہ کو سر پر اٹھا کر پیش ہوتے ہیں اور سچائی کا کوئی پتا نہیں چلتا کہ وہاں پر کیا ہوگا۔ ہر گاؤں میں پنچایتی نظام ہونا چاہئے اور میں نے گزارش کی ہے کہ جماعتی بنیادوں پر الیکشن ہونا چاہئے کیونکہ اس سے ہماری civil society کے اندر conflicts اور contradictions ختم اور کم ہوں گی۔ آج جو conflicts اور contradictions ہمارے معاشرے کے اندر موجود ہیں انہیں ختم کرنے کے لئے واحد ذریعہ یہی ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں جس سے conflicts اور contradictions کم ہوں گی اور قومی اتفاق رائے بنے گا جو کہ بہت بڑی طاقت ہے اور قومی اتفاق رائے ہی "گیدڑ سینگھی" ہے اس سے بڑی کوئی طاقت نہیں۔ ہم آج فخر سے یہ کہتے ہیں کہ ہم ایک ایٹمی قوت ہیں لیکن مجھے افسوس ہے کہ ہم ایٹمی قوت کے ہوتے ہوئے بھی کمزور ترین قوم ہیں اور کمزور ترین قوم اسی وجہ سے ہیں کہ ہم conflicts اور contradictions میں الجھے ہوئے ہیں۔ ہماری civil society کے اندر موجود تضادات کی وجہ سے ہمارا قومی اتفاق رائے نہیں ہے۔۔۔

جناب سپیکر: چیئرمین صاحب! آپ میاں محمد رفیق صاحب کی بات غور سے سن رہے ہیں؟

(اس مرحلہ پر چودھری عبدالرزاق ڈھلوں چیئرمین سپیشل کمیٹی نمبر II نے
اپنی نشست پر بیٹھے ہوئے سر "ہاں" میں ہلایا)

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! ہم اور ہماری قوم انہی تضادات کی وجہ سے آج دہشت گردی میں پھنسی ہوئی ہے اور ہمیں مختلف قسم کے درپیش مسائل اسی conflicts اور contradictions کی وجہ سے ہیں، قوم کے اندر دھڑے بندیوں کی وجہ سے ہیں۔ ڈکٹیٹر اور فوجی حکمران نے اپنے مفادات کے لئے اپنی حکومت کو چلانے کے لئے موقع پرست اور مفاد پرست لوگوں کو اپنے ساتھ شامل کیا جس کی وجہ سے یہ سارے تضادات ابھر کر سامنے آئے ہیں۔ آج ہمیں جو مشکلات امن عامہ کے حوالے سے اور لاء اینڈ آرڈر کے حوالے سے درپیش ہیں وہ انہی تضادات کی وجہ سے ہیں۔

جناب سپیکر! میں یہاں پر نپولین کی ایک مثال پیش کرنا چاہوں گا اور آپ کی توجہ چاہئے کیونکہ یہ بہت اہم بات ہے جو میں اس معزز ایوان کے اندر کرنا چاہ رہا ہوں کہ نپولین نے یہ بات کی تھی کہ "کسی ملک کے 50/100 بدمعاش، ہزار یا لاکھ بدمعاش آبادی کے تناسب سے ملک اور قوم کو اتنا نقصان نہیں

پہنچا سکتے جتنا نقصان اس ملک اور قوم کو اس کی بے حسی پہنچاتی ہے۔ یہ اس بے حسی کا ہی نتیجہ ہے کہ آج ہماری civil society کے اندر کچھ لوگ موقع پرست ہیں، کچھ لوگ مفاد پرست ہیں اور باقی کے لوگ بے حس ہیں یعنی باقی ساری قوم بے حس ہے جس کی وجہ سے چلنے والا ہمارا نظام کئی خرابیوں سے بھرا پڑا ہے۔ بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے، گیس کی لوڈ شیڈنگ ہے اور تعمیر و ترقی کے حوالے سے ہم اپنی ضرورت کی اشیاء بھی پیدا نہیں کر سکتے۔ پانی کا مسئلہ سر فہرست ہے کہ آج لوگ "انرجی، انرجی" کر رہے ہیں۔۔۔

جناب سپیکر: ابھی بھی آپ کو پانی کی کمی کا مسئلہ ہے؟

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! پانی کی کوئی بات نہیں کرتا کیونکہ انرجی تو آپ کوئلے سے بنا سکتے ہیں، سولر سے بنا سکتے ہیں، fuel سے بنا سکتے ہیں لیکن پانی H_2O کو مصنوعی طریقے سے نہیں بنایا جا سکتا۔ ہندوستان نے ہمارے تین دریاؤں پر قبضہ کر رکھا ہے، 35 منصوبے اس نے مکمل کر لئے ہیں جبکہ 65 منصوبے بنانے کا اس کا ارادہ ہے۔۔۔

جناب سپیکر: میاں صاحب! آپ لوکل گورنمنٹ پر بات کریں، مہربانی ہو گی۔

میاں محمد رفیق: جناب سپیکر! میں تضادات کی بات کر رہا ہوں جو کہ اہم issue ہے۔ یہ تضادات کی offshoot ہے جو مقامی حکومت اور ان الیکشن کی وجہ سے ہماری قوم تضادات کا شکار ہے لہذا ان تضادات کو ختم کرنے کے لئے یا ملک و قوم کو درپیش مسائل کو ختم اور دور کرنے کے لئے ضروری ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں، direct الیکشن ہوں، انہیں مالی اختیارات دیئے جائیں۔ اگر کرپشن کا کوئی خطرہ ہو تو اس پر آڈٹ بٹھایا جا سکتا ہے، اکاؤنٹس کمیٹی بٹھائی جا سکتی ہے اور اس پر میں ایک مثال آپ کو دینا چاہوں گا کہ مئی 2012 میں لوکل گورنمنٹ سیکرٹری نے مجھے ٹوبہ ٹیک سنگھ میں چیئرمین پبلک اکاؤنٹس کمیٹی بنایا اور وہاں کے ڈی سی او نے ایک سال تک اس نوٹیفکیشن کو ہوا تک نہیں لگنے دی۔ جب ہماری اسمبلی dissolve ہونے والی تھی تو مجھے کہا گیا کہ بھئی ان اداروں کا آڈٹ کر دو میں نے اس وقت کہا کہ "کھان پین نوں بھاگ بھری تے دھون بھنوان نوں جمعہ "آپ لوگ کھا پی گئے ہو اب جب سال ختم ہو رہا ہے تو مجھ سے کہہ رہے ہو کہ ان کی صفائی کر دو۔

جناب سپیکر: آپ ان کا کیس پبلک اکاؤنٹس کمیٹی میں لے آئیں۔

میاں محمد رفیق: میری یہی گزارشات ہیں کہ اس میں پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا بھی وجود رکھیں تاکہ مقامی حکومت میں جو کرپشن پائے جانے کا خوف ہے اس کو ختم کیا جا سکے اور اسی سے ان کا آڈٹ بھی ہو سکتا ہے۔ شکریہ

جناب سپیکر: شکریہ۔ آپ نے بہت اچھی باتیں کی ہیں ایک بات کے سوا۔ (قہقہہ)

جناب عارف عباسی صاحب!

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! آپ کا شکریہ کہ آپ نے مجھے ٹائم دیا۔ آج ہم جس بل پر یہاں بحث کر رہے ہیں بد قسمتی سے بلدیاتی نظام کا کریڈٹ ہمیشہ ڈکٹیٹروں کو دیا گیا ہے اور ہر بندہ یہ کہتا ہے کہ جب بھی اس ملک میں مارشل لاء آیا یا ڈکٹیٹر کی حکمرانی ہوئی ہے تو بلدیاتی ادارے بنے ہیں، بلدیاتی اداروں کو اختیارات ملے ہیں اور بلدیاتی اداروں نے نئے ڈویلپمنٹ کے کام بھی کئے ہیں۔ بد قسمتی سے جب بھی اس ملک میں کسی بھی سیاسی جماعت کی حکومت آئی ہے انہوں نے بلدیاتی اداروں کو neglect کیا ہے، بلدیاتی الیکشن ہی نہیں کرائے اور اگر کرائے ہیں تو اس طرح کرائے کہ تمام اختیارات ایم این ایز اور ایم پی ایز کے پاس ہی رہے ہیں۔ ان کو صرف برائے نام سسٹم دیا گیا۔

جناب سپیکر: اس کا جواب محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ دیں گی۔

جناب محمد عارف عباسی: جناب سپیکر! ہماری خوش قسمتی ہے کہ اللہ پاک نے ہمیں موقع دیا ہے کہ یہاں دس کروڑ لوگوں کے representative بیٹھے ہیں میری یہ خواہش ہو گی کہ ہم پارٹی وابستگیوں سے بالاتر ہو کر ذاتی مفاد، سیاسی مفاد اور لوکل مفاد سے بالاتر ہو کر ایک ایسا ایکٹ بنائیں جو مثالی ہو۔ اس نظام کی جو اصل روح ہے جو ہمارے آئین کے آرٹیکل 140(A) میں بھی دی ہوئی ہے کہ آپ grass root level پر مالیاتی، انتظامی اور سیاسی اختیارات دیں۔ میری being an public representative not a opposition member یہ خواہش ہے کہ ہم سب یہاں بیٹھے ہیں اور ہمارے پاس موقع ہے کہ ہم تاریخ رقم کریں اور ایک ایسی بنیاد رکھیں جس پر کل آنے والے لوگ فخر کر سکیں۔ ہر قسم کی ذاتی، سیاسی اور پارٹی وابستگی سے بالاتر ہو کر پنجاب کے دس کروڑ عوام کو اور پنجاب کے دس کروڑ عوام کے درپیش مسائل کو ملحوظ رکھتے ہوئے ہم یہ بل بنائیں۔ اس بل کا جو مسودہ دیا گیا ہے اس میں کافی کوتاہیاں ہیں میں نہیں سمجھتا کہ وہ جان بوجھ کر کی گئی ہیں شاید اس وقت حالات ہی ایسے ہوں لیکن اس مسودے میں سب سے بڑی کوتاہی یہ ہے کہ انتظامیہ کو جو public representative ہے،

ضلع کونسل ہے، میونسپل کمیٹی ہے یا میونسپل کارپوریشن ہے ان کو انتظامی اختیارات بالکل نہیں دیئے گئے۔ اگر آپ کسی بھی public representative ادارے کو انتظامی اختیارات نہیں دیتے اس کا مطلب ہے کہ آپ اس ادارے کو وہ کام نہیں کرنے دینا چاہتے جو کام اس کی ذمہ داری ہے۔اگر انتظامیہ براہ راست پنجاب گورنمنٹ کے ماتحت ہو گی اور local representative کسی دوسری پارٹی کا ہو گا، ضلع کونسل، میونسپل کمیٹی یا کارپوریشن کا سربراہ کسی دوسری پارٹی کا ہو گا تو ہمارا ایک رجحان ہے یا کہہ لیں کہ ایک سیاسی ماحول ہے کہ ہماری کوشش ہوتی ہے کہ leg pulling کی جائے اس لئے میرا یہ concern ہے کہ اگر کہیں بھی اپوزیشن کی ضلعی حکومت بنی، اس کو میں ضلعی حکومت نہیں کہنا چاہتا کیونکہ یہ بل کسی طرح بھی ضلعی حکومت کے required parameters پر پورا نہیں اترتا۔ اگر صوبے میں ایک پارٹی کی حکومت ہو گی اور کسی ضلع میں دوسری پارٹی کی حکومت ہو گی تو پھر کھینچاتانی اتنی ہو گی کہ اس سے عوام کے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ میری گزارش یہ ہے کہ اگر آپ ضلع کونسل سے شروع کریں، ضلع کونسل کے چیئرمین، ڈی سی او اور ضلعی انتظامیہ کے اختیارات اس طرح balance کر جائیں کہ کوئی بھی ضلعی انتظامیہ، ضلع کونسل کے public representative کو victimize نہ کر سکیں اور public representative، ضلعی کونسل کے چیئرمین یا ضلع کونسل کے ممبران انتظامیہ کو ناجائز طور پر victimize نہ کر سکیں۔ ان اختیارات کو ضلعی، تحصیل اور یونین کونسل کی سطح پر balance کرنا بہت ضروری ہے۔ ہمارے فنانس کے مسائل ہیں تو آپ ان کو فنانس کے اختیارات اس طرح نہ دیں کہ وہ ان کو استعمال کرتے ہوئے بھی ڈریں بلکہ فنانس کے اختیارات ان کو پورے دیں تاکہ وہ علاقے کی خدمت کر سکیں۔ ہاں جہاں کرپشن کا احتمال ہے، جہاں ہم سمجھتے ہیں کہ اختیارات کا ناجائز استعمال ہے وہاں check and balance کے لئے ایسا mechanism بنائیں جو کسی کی بھی طرف داری میں نہ ہو، جو آپ کو ایسی واضح picture دے جس سے آپ ان کو کنٹرول کر سکیں۔ آپ نے اس میں سے ہیلتھ کو نکال دیا، ایجوکیشن کو نکال دیا اگر ضلع کونسل کے پاس ہیلتھ اور ایجوکیشن کے اختیارات نہیں ہوں گے تو پھر آپ کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوکل گورنمنٹ ہے، کس طرح آپ کہہ سکتے ہیں کہ وہ لوگوں کے مسائل حل کرے گی؟ آپ ضلع کونسل کو ہیلتھ اور ایجوکیشن کے اختیارات دیں۔ وہاں ہمیں problems کیا آتی ہیں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ posting اور تبادلوں کے مسائل آتے ہیں اور وہ لوگ اپنے اختیارات کو misuse کرتے ہیں اس کے لئے میری یہ تجویز ہے کہ آپ ضلع کے elected representative ہیں تو ان سے اوپر ایک کمیٹی بنا دیں اور ان کے check and

balance کے لئے اختیارات میں ایسا توازن پیدا کریں کہ جو ایم پی ایز کی کمیٹی ہو وہ ان کو victimize نہ کر سکیں اور ضلع کونسل والے اپنے اختیارات کا ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ اگر آپ صرف اس وجہ سے تعلیم اور صحت ضلع کونسل کو نہیں دینا چاہتے کہ وہاں کرپشن ہوتی ہے، وہاں posting تبادلوں پر لوگوں کے اثر ورسوخ استعمال ہوتے ہیں تو اس کے لئے آپ ضلع میں ایم پی ایز کی ایک کمیٹی بنادیں لیکن خدا کے لئے یہ ہیلتھ اور ایجوکیشن کے جو اختیارات ہیں ان کو ضرور دیں تاکہ وہ یہ نہ کہہ سکیں کہ ہمارے پاس اختیار ہی نہیں ہے ہم کام کیا کریں، میرا کہنے کا مقصد یہ ہے کہ ایم پی ایز اور ایم این ایز سے جو لوکل باڈیز کا کام ہم لے رہے ہیں، جو ان سے نالیاں پکی کروا رہے ہیں، جو ان سے سڑکیں پکی کروا رہے ہیں، ہسپتال اور سکولوں کے مسائل ہیں ان سے ان کو نکالا جائے اور ان کو اپنے اصل کام پر لگایا جائے۔ ہمارا اور ایم این ایز کا کام پالیسی سازی ہے، قانون سازی ہے نہ کہ یہ ہے کہ اگر کہیں ٹرانسفارمر جل جائے تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں، نالی بند ہو جائے تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں، صفائی نہیں ہوئی اور کچرا نہیں اٹھایا گیا تو ایم پی ایز کو فون ہو رہے ہیں۔ ایم پی ایز کو خود بھی اس سے اوپر آنا چاہئے اور یہ اختیارات ان کو دے دینے چاہئیں جن کا یہ کام ہے۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ آپ نے آبادی کی بنیاد پر وارڈ کی سطح پر، یونین کونسل کی سطح پر، ٹاؤن کمیٹی اور میونسپل کارپوریشن پر جو تقسیم کی ہے اس میں اس طرح ہے کہ پانچ لاکھ کی آبادی پر اگر آپ کمیٹی بنا رہے ہیں تو میرا خیال ہے کہ یہ بہت بڑا ایریا بن جاتا ہے۔ اس کو اگر تین لاکھ کی آبادی پر لایا جائے تو پھر چھوٹے علاقوں میں وہ بہتر طریقے سے کام کریں گے اور لوگوں کو بہتر طریقے سے خدمات دے سکیں گے جس کام کے لئے انہوں نے آپ کو منتخب کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ کے اوپر ٹاؤن میونسپل کمیٹی ہے تو اگر آپ تین لاکھ کی آبادی پر میونسپل کمیٹی بنا رہے ہیں تو میونسپل کارپوریشن کو ہمیں کم از کم دس لاکھ کی آبادی تک جانا چاہئے اگر اس سے اوپر چلے گئے تو elected representative خدمات صحیح طریقے سے deliver نہیں کر پائیں گے کیونکہ جتنا ایریا بڑا ہو گا اتنے مسائل زیادہ ہوں گے اور وہاں کے representatives کا رابطہ لوگوں سے کم ہو گا اس لئے گورنمنٹ کو سوچنا چاہئے کہ ہم جتنا بڑا ایریا کریں گے اتنا ہی لوگوں کے مسائل زیادہ ہوں گے جو حل ہونا مشکل ہوں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات یہ ہے کہ جب تک آپ یونین کونسل کے چیئرمین کو انتظامی اختیارات نہیں دیں گے وہ اپنی خدمات deliver نہیں کر پائیں گے۔ اگر آپ صرف برائے نام خانہ پُری کے لئے یا سپریم کورٹ کے آرڈر کو implement کرنے کے لئے کر رہے ہیں تو پھر آپ جو مرضی

کریں۔اگر آپ اصل روح کے مطابق کرنا چاہتے ہیں تو میں کہتا ہوں کہ انتظامی اختیارات، تھانے کے اختیارات، کچہری کے اختیارات اور مصالحتی کمیٹی کے اختیارات یہ سب آپ یونین کونسل level پر دیں تو پھر بہترین سروسز ملیں گی۔اگر ایک یونین کونسل جو کہ 30ہزار لوگوں پر مشتمل ہے تو تقریباًہر بندہ ایک دوسرے کو by name, by faceبلکہ ہر طرح سے جانتا ہے اور ان کے مسائل کی جڑ کا بھی پتا ہوتا ہے۔ان کا کوئی بھی disputeہو اس کی جڑ کا اس کو حقیقتاًپتا ہوتا ہے اور وہ بہتر طریقے سے معاملات طے کر سکتے ہیں جو کہ ضلع یا تحصیل یا کچہری میں نہیں ہو سکتے ہیں۔

جناب سپیکر!میں چاہتا ہوں کہ تھانہ بھی یونین کونسل کےunderکر دینا چاہئے ، ہمیں مصالحتی کمیٹی بھی یونین کونسل کےunderکرنی چاہئے اور ان کےfinancial اختیارات اور development کے فنڈزdirectصوبے سے یونین کونسل کو جانے چاہئیں، تحصیل کو دیں اور نہ ہی ضلع کو دیں۔اس طرح آپ کی آدھی کرپشن ختم ہو جائے گی۔یونین کونسل کے ناظم کے لئے کرپشن اسی لئے بھی ممکن نہیں ہے کہ وہ ہر روز لوگوں کوfaceکرتا ہے۔جب وہ گھر سے نکلتا ہے تو اس سے لوگ پوچھنا شروع کر دیتے ہیں کہ آپ نے یہ کام کیا،یہ اس طرح کیااور یہ ٹھیکہ کس کو دیا۔میں سمجھتا ہوں کہ مالیاتی اختیارات بھیgrass-root levelاور یونین کونسل levelپر دے دیں گے تو ہم سمجھیں گے کہ ہم نے کچھ کیا ہے۔ہماری تو سب کی یہ خواہش ہے کہ ہماری جو سپیشل کمیٹی بنی ہے اس میں ہمارے بڑے اچھے دماغ اور لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ہم وہاں پر پارٹیوں کے لئے نہیں،پاکستان مسلم لیگ(ن)،پاکستان تحریک انصاف اور پیپلز پارٹی کے لئے نہیں بلکہ پنجاب کے عوام، پنجاب کے مسائل اور وسائل کو سامنے رکھتے ہوئے یہ ایکٹ بنائیں۔اس طرح بنائیں کہ maximum favourصوبہ پنجاب کے اس غریب شخص کو ملے جو کہ grass-root levelپر جس کی ضرورت ہے۔بلدیاتی نظام میں ہر بندہ effectiveہو گا، یہ ورک سسٹم ہے جس سے پنجاب کے ہر شخص کو روزانہ کسی نہ کسی صورت میں واسطہ پڑتا ہے۔اگر باہر اس کی گلی میں کچرا پڑا ہے وہ بھی اس بلدیات کا مسئلہ ہے،اس کو ہسپتال میں دوائی نہیں مل رہی تو وہ بھی بلدیات کا مسئلہ ہے اور اس کے بچوں کو سکول میں داخلے نہیں مل رہے تو وہ بھی بلدیات کا مسئلہ ہے۔اس کو ہم اتنا comprehensiveاور public friendly بنائیں،ہو سکتا ہے کہ ہمیں اس میں سیاسی نقصانات ہوں،ہو سکتا ہے کہ ایم پی ایز کی اتھارٹی کم ہو اور ہو سکتا ہے کہ ایم این ایز کی اتھارٹی بھی کم ہو لیکن ہم یہاں پر کوئی اتھارٹی اور اختیارات لینے نہیں آئے بلکہ ہم یہاں پر سروسز دینے آئے ہیں اور عوام کی خدمت کرنے آئے ہیں ہمیں یہ قربانی دینی ہو گی۔

اپنی نمبر داریاں اور اجارہ داریاں قربان کرنی ہوں گی اور اپنے اختیارات surrender کرنے ہوں گے۔ ہم صرف قانون سازی کریں، ہم صرف پالیسی سازی کریں اور یہ جتنے بھی کام ہیں اگر ہم یونین کونسل level پر دے دیں گے تو میرا خیال ہے کہ ہماری کافی ساری پریشانیاں دور ہو جائیں گی۔ ہم سے لوگوں کی ناراضگیاں بھی ختم ہوں اور بہتر انداز میں کام ہو گا۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کی بڑی مہربانی، بہت شکریہ۔ تیمور مسعود صاحب!۔۔۔تشریف فرما ہیں؟

جناب محمد سبطین خان: جناب سپیکر! پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: جی، رانا محمد ارشد صاحب!۔۔۔ موجود نہیں ہیں۔ میاں محمد منیر صاحب!

میاں محمد منیر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! بہت مہربانی، آپ نے مجھے بولنے کا موقع فراہم کیا۔ ہم بات تو یہ کر رہے ہیں کہ ہمیں یہ Bill متفقہ طور پر پاس کرنا چاہئے لیکن میں یہ سمجھتا ہوں کہ اپوزیشن بنچوں کی طرف سے کچھ ایسی تجاویز آ رہی ہیں کہ جن پر عمل کرنا شاید مشکل ہو جائے اور اگر کل کو یہ اس نظام کا حصہ بن جاتی ہیں تو پھر مورد الزام مسلم لیگ کو ٹھہرا دیا جائے گا تو میری یہ گزارش ہے کہ میں سابق چیئرمین بھی ہوں۔ اس نقطہ نظر سے میں یہ چند تجاویز دینا چاہتا ہوں کہ چاہے کسی طرح کا سسٹم یا نظام ہو لیکن اگر اس کو proper طریقے سے چلا لیا جائے اور جو اختیارات جس کے پاس ہیں ان کے مطابق اگر یہ سلسلہ چلتا رہے تو کوئی بھی قباحت نہیں ہوتی۔ میری پہلی گزارش یہ ہے کہ یہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس میں participate کرنے کا موقع مل سکے۔ اگر پارٹی کی بنیاد پر الیکشن ہوتے ہیں تو پھر شاید بہت سے ایسے لوگ جو عوام کی خدمت کرنے کا جذبہ رکھتے ہیں ٹکٹ نہ ملنے کی صورت میں وہ ان الیکشن سے باہر ہو جائیں گے۔ اس کے علاوہ جو یونین کونسل کی level پر متناسب نمائندگی کا سسٹم متعارف کرانے کی بات ہو رہی ہے۔ یہ تجربہ ماضی میں بھی ناظم اور نائب ناظم کے ساتھ ہوا۔ اس میں لوگوں سے ووٹ مانگنے کی بجائے امیدواروں نے عدالتوں کا رخ کیا اور پھر عدالتوں میں جا کر اپنے آپ کو گنتی میں اوپر لا کر کونسلر بنے اور پھر انہیں اپیل کا حق بھی اپنے ضلع میں نہ دیا گیا اور وہ دوسرے ضلع میں جا کر اپیل کرے تو کونسلر کی اتنی پوزیشن نہیں تھی کہ وہ وہاں جا کر اپیل کرے۔ مجھے اس بات کا قوی خدشہ ہے کہ اگر یہ متناسب نمائندگی کی بات ہوئی تو پھر بہت سے کونسلر کے فیصلے عدالتوں میں ہوں گے نہ کہ ووٹوں کی بنیاد پر ہوں۔

جناب والا! یونین کونسل کا چیئرمین اور ضلع کونسل کا ممبر دونوں الگ الگ ہونے چاہئیں کسی بھی ایک شخص کے سر پر دو ٹوپیاں نہیں ہونی چاہئیں۔ اگر ایک شخص ضلع کونسل کا ممبر ہے اور وہ یونین

کونسل کا چیئرمین بھی ہے تو اس کا زیادہ رجحان ضلع کونسل کے ممبر کے طور پر کام کرنے پر ہوتا ہے وہ اپنی یونین کونسل میں بطور چیئرمین شاید ہی کبھی آئے اسی لئے میں یہ سمجھتا ہوں کہ اگر اس سسٹم کو بہتر طریقے سے چلانا ہے تو زیادہ سے زیادہ لوگوں کو اس سسٹم میں لانا چاہئے اور پھر یہ علیحدہ علیحدہ الیکشن ہونے چاہئیں۔

جناب سپیکر! میری دوسری گزارش یہ ہے کہ یہاں پر میونسپل کمیٹی کے لئے 30ہزار سے 5 لاکھ تک کی آبادی کی بات ہو رہی ہے۔ یہ بہت بڑا فرق ہے جہاں پر 30ہزار کی آبادی والا ایک چھوٹا سا ٹاؤن ہے اس کو آپ 5لاکھ کی آبادی کے برابر ایک ہی مقام دے رہے ہیں کیونکہ آپ کے بہت اضلاع بھی پانچ لاکھ کی آبادی کے نہیں ہیں تو میں یہ گزارش کرتا ہوں کہ اس کو کم کر کے 30ہزار سے اڑھائی لاکھ کی آبادی تک کیا جائے تاکہ آپ کے کم از کم اضلاع کا status تو different ہو۔ جہاں تک اس نظام میں سب سے بڑی خرابی اور قباحت ہوتی ہے وہ یہ ہے کہ چیئرمین کے خلاف عدم اعتماد چھ مہینے کے بعد ہوتا ہے۔ چیئرمین ابھی کرسی پر بیٹھتا نہیں تو کونسلز کی blackmailing کا آغاز ہو جاتا ہے۔ اس کے لئے میری یہ گزارش ہے کہ اگر پانچ سال کے عرصہ کے لئے یہ انتخابات ہونے ہیں تو اس میں عدم اعتماد کا پیریڈ دو سال کے بعد ہونا چاہئے اور اگر چار سال کے لئے ہونے ہیں تو عدم اعتماد کا پیریڈ ڈیڑھ سال کے بعد ہونا چاہئے اور ناکامی کی صورت میں پانچ سال والی مدت میں ڈیڑھ سال بعد پھر second attempt ہونی چاہئے اور اگر چار سال ہے تو پھر سال کے بعد attempt ہونی چاہئے تاکہ جو شخص منتخب ہو کر آتا ہے وہ لوگوں کی خدمت کر سکے اور اس شہر کے مسائل کو حل کرنے کی کوشش کر سکے۔ اگر وہ کرپشن میں ملوث ہے یا اس پر اس طرح کے الزامات ہیں تو چیف منسٹر پنجاب یا کسی بھی صوبے کا ہے وہ اسے فارغ کر سکتا ہے اس لئے میں سمجھتا ہوں کہ اس نظام میں عدم اعتماد کی بنیاد پر چیئرمین کو بے پناہ blackmail کیا جاتا ہے اور پھر جائز اور ناجائز کام کونسلر اپنے کرواتے ہیں اور genuine کام کی طرف سے چیئرمین کی توجہ ہٹ جاتی ہے۔ دوسری طرف چیئرمین کو پابند کیا جائے کہ وہ کسی صورت میں ایوان کے اختیارات نہیں لے سکے گا جونہی کوئی شخص چیئرمین بنتا ہے تو اس کے فوراً بعد وہ اپنے گروپ کی میٹنگ بلاتا ہے کیونکہ وہ majority میں ہوتے ہیں تو وہ کہتا ہے کہ ایوان کے اختیارات مجھے دے دو تو وہاں پر کونسلر بے چاروں کی اتنی پوزیشن نہیں ہوتی کہ وہ انکار کر سکیں۔ وہ ایوان کے اختیارات چیئرمین کو دے دیتے ہیں تو پھر چیئرمین اپنی مرضی کے ساتھ فیصلے کرتے ہیں اور بہت ساری جگہوں پر ایوان کو پوچھا بھی نہیں جاتا۔

جناب والا!ایجو کیشن اور ہیلتھ کی بات ہے۔ایجو کیشن اور ہیلتھ آج پوری دنیا میں سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہیں۔ میونسپل کمیٹی کے بلدیاتی سسٹم میں،ایجو کیشن جو ہے آپ ڈسٹرکٹ کی سطح پر یا اس کے بعد کارپوریشن کی سطح پر دیکھ لیجئے کہ سکولوں کا حال کیا تھا وہاں پر نہ تو بچوں کے پاس کوئی سامان ہوتا تھا، بڑی مشکل سے میونسپل کمیٹی اپنے اساتذہ کی تنخواہیں پوری کرتی تھی یہ ایک سسٹم جو پنجاب گورنمنٹ کے زیر سایہ چل رہا ہے اسے چلنا چاہئے اور اس میں بہتری کی تجاویز لانی چاہئیں۔ ایم این ایز اور ایم پی ایز کا اس میں کوئی خاص اختیار نہیں ہوتا، صرف ایک ٹرانسفر کی بات ہے اس پر بھی سارا سال banلگا رہتا ہے۔ چھٹیوں کے آخری دنوں میں definitely transfers ہونی ہوتی ہیں تو میں یہ گزارش کروں گا کہ ایجو کیشن کو بہتر سے بہتر بنانے کے لئے بڑے فورم پر رہنا چاہئے۔ جہاں تک ہیلتھ کی بات ہے تو آر ایچ سی اور بی ایچ یو جب تک ضلع کونسلوں کے پاس تھے تو ان کی حالت زار بھی دیکھ لیں ضلع کونسل کے ممبران صرف اپنی من مرضی کرنے کے لئے وہاں بیٹھے ہوتے تھے، مریضوں کو دیکھنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔ آج ہمیں ہیلتھ کو improve کرنا ہے، لوگوں کو دیہاتوں میں ہیلتھ کی بہترین سہولیات دینی ہیں اس کے لئے میں سمجھتا ہوں کہ پنجاب گورنمنٹ یا صوبائی گورنمنٹ سے زیادہ بہتر اور کوئی فورم نہیں۔ ہم یہ کہتے ہیں کہ یہ سنٹر کے پاس بھی نہ ہو یہ صرف صوبوں کے پاس ہو۔ اگر ہم دیہاتوں کا سارا نظام ضلع کونسلوں اور میونسپل کمیٹی کو دے دیتے ہیں تو وہاں پر بہتری کا کوئی چانس نہیں۔ ضلع کونسل کے ممبر نے بی ایچ یو یا آر ایچ سی سے ووٹ نہیں لینے اس کی توجہ ہمیشہ نالی اور سڑکوں پر ہوتی ہے اور آج ہمارے شہری جن مسائل سے دوچار ہیں وہ فراہمی آب اور نکاسی آب ہے۔ لوگ گندہ پانی پی رہے ہیں، لوگوں کے گھروں میں صاف پانی نہیں آتا، سیوریج بند پڑے ہیں، گلیاں گندے پانی سے بھری ہوئی ہیں۔ یہ اس طرح کا سسٹم، اس کی صفائی ستھرائی اور بہت سے معاملات ہیں جو ہمارے اس بلدیاتی نظام سے منسلک ہیں، ہمیں ان کو بااختیار کرنا چاہئے اور اس ایوان کو یہ طاقت دینی چاہئے کہ ان کے فیصلوں پر بیوروکریسی سے بھی عملدرآمد کروائیں۔ شکریہ۔ بہت مہربانی

جناب سپیکر: آپ کی بھی بہت مہربانی۔ تیمور صاحب آ گئے ہیں یا نہیں؟

جناب محمد سبطین خان: وہ پانی پینے گئے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ پانی گاؤں سے پینے گئے ہیں؟(قہقہہ)

جناب محمد سبطین خان: پتا کرواتے ہیں۔

جناب سپیکر: چلیں، ٹھیک ہے۔جناب ظہیر الدین خان!

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! میں یہ کہنا چاہوں گا کہ لوکل باڈیز کے حوالے سے میرے بھائیوں نے جو بھی گزارشات کی ہیں بالکل صحیح ہیں۔چند points ہیں جن پر ہم سب کو متفق ہونا چاہئے۔ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ بہت سی این جی اوز اور مختلف لوگوں کے ساتھ ہماری اس موضوع پر discussions ہوئی ہیں تمام لوگوں کا خیال یہ ہے کہ سب سے پہلے برائی کی جڑ کو ختم ہونا چاہئے اگر آپ برائی کی جڑ کو ختم کر سکتے ہیں تو وہ آپ صرف through direct elections کر سکتے ہیں۔جب تک آپ direct elections نہیں کروائیں گے یہاں سے بُرائی ختم نہیں ہو گی۔آپ کے کونسلر بنتے ہیں، سب لوگ اچھی طرح جانتے ہیں کہ تمام کونسلر حضرات چند ہزار روپوں کی خاطر بِک جاتے ہیں اور جو لوگ بِکتے ہیں انہوں نے آگے آکر کیا deliver کرنا ہے لہذا سب سے پہلے ضروری ہے کہ direct elections ہوں تبھی آپ ایک بہتر راستے پر جا سکتے ہیں۔ہمارے جو مختلف محکمہ جات ہیں جیسے سالڈ ویسٹ مینجمنٹ ہے، واسا ہے، یہ تمام چیزیں ہیں جن کو لوکل باڈی effect کرتی ہے، مجھے نہایت افسوس کے ساتھ اس ایوان میں بتانا پڑ رہا ہے کہ ہم نے اپنے شہر ملتان میں دیکھا ہے کہ آپ کی حکومت کے چند لوگوں، مسلم لیگ (ن) کے چند لوگوں کے گھروں میں واسا اور سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کے ملازمین ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور ان پر کوئی check and balance نہیں ہے، ڈائریکٹر حضرات اور ای ڈی اوز بیٹھے ہوئے ہیں لیکن وہاں پر کوئی check and balance نہیں ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا اہم یہ کہتے ہیں کہ لوکل باڈی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے غیر جماعتی بنیادوں پر نہیں ہونا چاہئے۔آئین کے آرٹیکل (A)140 میں بھی mention کیا گیا ہے کہ لوکل باڈی الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہونا چاہئے۔ جماعتی بنیادوں پر الیکشن کروانے کا مطلب یہ ہے کہ کم از کم وہ جماعتیں، وہ پارٹیز پبلک کو direct جوابدہ ہوں گی کہ وہ کیا deliver کر رہی ہیں اگر نہیں تو کیوں deliver نہیں کر رہی ہیں، اسی طرح ہمارا تمام focus اسی چیز پر ہے کہ direct elections ہوں اور powers نیچے grass root level پر جانی چاہئیں۔ ہماری پارٹی کا بھی یہی منشور ہے، خان صاحب کا بھی یہی منشور ہے ہم لوگ grass root level پر powers دینا چاہ رہے ہیں جب تک grass root level پر powers نہیں دی جائیں گی تب تک ہمارے مسائل حل نہیں ہوں گے۔ جیسے میرے بھائی نے بتایا کہ ایک جونیئر ناظم یا کونسلر وہ لوگ پبلک کے ساتھ direct attach ہوتے

ہیں تو ہمیں grass root level پر تمام تر powers دینی چاہئیں۔ میری صرف دو گزارشات ہیں جماعتی بنیاد پر اور direct elections، جب تک آپ direct election نہیں کروائیں گے آپ کا سسٹم صحیح نہیں ہو گا۔

جناب سپیکر! نمبر 2 میں اس چیز سے ہٹ کر آپ کی تھوڑی سی توجہ چاہتا ہوں کہ ملتان میں نشتر ہسپتال میں ابھی ایک بچی کی death ہوئی ہے اور وہ اس وجہ سے ہوئی ہے کہ رات کے بارہ بجے مجھے وہاں سے ایک بندے کی کال آئی اور اس نے کہا کہ میری بچی میری آنکھوں کے سامنے جا رہی ہے اور میں کچھ کر نہیں پا رہا جب ہم نے اس سے پوچھا کہ کیا ہوا ہے تو یہ پتا چلا کہ پچھلے چار دن سے وہ بچی جس وارڈ میں داخل تھی اس کو وہاں سے فارغ کر دیا گیا اور کہا کہ آپ آئی سی یو میں شفٹ ہو جائیں ہم آپ کا علاج نہیں کر سکتے، پچھلے چار دن اس کا والد آئی سی یو کے چکر لگاتا رہا مگر آئی سی یو میں اس بچی کو داخل نہیں کیا گیا کیونکہ وہاں پر کوئی bed ہی خالی نہیں تھا۔

جناب سپیکر: جی، منسٹر صاحب! note کریں اور آپ ذرا اُٹھ کر بیٹھیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! وہ سو رہے ہیں۔

جناب سپیکر: وہ سو نہیں رہے کچھ سوچ رہے ہیں۔

جناب ظہیر الدین خان علیزئی: جناب سپیکر! منسٹر ہیلتھ یہاں پر نہیں بیٹھے۔ میں چاہ رہا تھا کہ وہ بھی اس چیز کو سُنتے۔ یہ پتا چلا ہے کہ نشتر ہسپتال کے آئی سی یو میں صرف بیس beds ہیں تو نشتر جیسے ہسپتال کے آئی سی یو میں بیس beds ہونا ایک مذاق ہے یہ وہ ہسپتال ہے جو پورے جنوبی پنجاب کا بوجھ اٹھاتا ہے وہاں پر خیبر پختونخواہ اور بلوچستان سے بھی لوگ آتے ہیں۔ نشتر ہسپتال کی حالت آپ کے سامنے ہے۔

جناب سپیکر! دوسرا میں آپ کے علم میں ایک اور بات لانا چاہتا ہوں کہ نشتر ہسپتال میں ایک برن یونٹ ہے جو پچھلے کئی مہینوں بلکہ ڈیڑھ سال سے بند پڑا ہے اس کی بلڈنگ تعمیر ہو چکی ہے مگر اس کو operational کرنے کے لئے فنڈز نہیں ہیں۔ یہاں پر جتنے بھی کیسز آتے ہیں وہ تمام کھاریاں میں شفٹ ہو جاتے ہیں۔ یہ ملتان شہر کی ایک اہم ضرورت ہے لہذا اس پر فوکس کیا جائے۔ اس کے علاوہ آئی سی یو کے ساتھ وہاں پر ایچ ڈی یو بنایا گیا ہے جو کہ آئی سی یو کا ہی ایک حصہ ہے لیکن وہ بھی operational نہیں ہے اور پچھلے کئی سالوں سے بند پڑا ہے وہاں پر beds ہیں نہ وہاں پر کوئی عملہ ہے، کوئی کام کرنے والا بندہ بھی نہیں ہے۔ یہ چند گزارشات ہیں ان کا آپ نوٹس لیں اور وہاں کی حالت بہتر کی جائے۔

جناب سپیکر:آپ ہمیں لکھ کر بھی بھیجیں۔
جناب ظہیر الدین خان علیزئی:جی، بالکل لکھ کر بھی بھجوادیں گے۔ شکریہ
جناب سپیکر:جی،احمد شاہ کھگہ صاحب!
جناب احمد شاہ کھگہ:بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔جناب سپیکر!میں تھوڑی سی معذرت کے ساتھ کہنا چاہتا ہوں کہ مجھے اُردو بولنے میں دشواری ہوتی ہے، میں کم پڑھالکھا ہوں اگر کوئی غلطی ہو جائے تو اس کی معافی چاہتا ہوں۔
جناب محمد سبطین خان:آپ پنجابی میں بات کرلیں۔
جناب سپیکر:وہ اُردو جانتے ہیں،بول لیں گے۔
جناب محمد عارف عباسی:جناب سپیکر!جب سندھ اسمبلی میں سندھی بولی جاسکتی ہے تو پنجاب اسمبلی میں پنجابی کیوں نہیں بولی جاسکتی؟
جناب سپیکر:وہ اچھے طریقے سے اُردو بول سکتے ہیں۔جی،فرمائیں!
جناب احمد شاہ کھگہ:جناب سپیکر!میں اس اسمبلی میں نیاآیا ہوں،میں نے یہاں پر ایک اچھارویہ دیکھا ہے میں اس کو سراہنا چاہتا ہوں۔ پچھلے دور میں جب بھی میں ٹی وی کے سامنے بیٹھا ہوتا تھا تو اجلاس کے حوالے سے جو بھی خبر آتی تھی اس میں غیر اخلاقی بات ہوتی تھی،کافی معاملات گڑبڑنظر آتے تھے مگر اب حکومتی پارٹی اور اپوزیشن کا رویہ اچھاہے اور سب اخلاق کے دائرے میں رہ رہے ہیں۔
جناب سپیکر:الحمدللہ۔اللہ نظر بد سے محفوظ فرمائے۔
جناب احمد شاہ کھگہ:اس میں زیادہ تر share حکومتی بنچوں کا ہے۔
جناب سپیکر:میں آپ کو شاباش دیتا ہوں۔
جناب احمد شاہ کھگہ:ماشاءاللہ۔یہ ایک اچھی روایت ہے۔یہ جو بلدیاتی نظام کی باتیں ہو رہی ہیں،آپ کا تجربہ مجھ سے زیادہ ہے اور دوسرے ساتھی بھی یہاں تشریف رکھتے ہیں جو کہ مجھ سے سینئر ہیں ان کی خدمت میں آپ کی وساطت سے یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ پہلے جب بلدیاتی الیکشن وارڈ سسٹم کے تحت ہوتے تھے،ایک گاؤں کا وارڈ ہوتا تھا جس میں چھوٹا ممبر منتخب ہوتا تھا،میں بھی اس وقت چھوٹا ممبر ہی تھا۔ہر پولنگ والے دن یہی خبر آتی تھی کہ فلاں چک میں فلاں آدمی قتل ہو گیا ہے۔اس طریق کار میں

مسائل بہت زیادہ تھے لیکن اس کے بعد جب آٹھ سالہ فوجی دور آیا،اس میں انہوں نے یہ طریق کار اپنایا تھا کہ ایک ممبر پوری کونسل سے ووٹ لے گا جس کی وجہ سے لڑائیاں کم ہو گئیں کیونکہ اس طریق کار کے تحت اگر ایک گاؤں میں کسی کو مشکل در پیش آتی تھی تو وہ اپنے گاؤں کی بجائے دوسرے گاؤں سے الیکشن لڑتا تھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ موجودہ بلدیاتی نظام میں بھی کوئی ایسا طریق کار وضع کرنا چاہئے جس سے یہ لڑائیاں کم ہو جائیں کیونکہ سب لوگ مقامی ہوتے ہیں اور ان کی آپس میں tussle ہوتی ہے اگر کوئی ووٹ نہیں دیتا تو اگلے ہی دن اس کا حقہ پانی بند ہو جاتا ہے۔اس قسم کے جتنے بھی مسائل ہیں ان کے متعلق میری یہ گزارش ہوگی کہ حکومت اور اپوزیشن کے تمام ساتھی اس پر سنجیدگی سے غور کریں۔ ممبر کا الیکشن اگر پوری کونسل سے ہو جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک اچھی تجویز ہوگی اور باقی دوستوں کو بھی اس بارے میں سوچنا چاہئے۔

جناب سپیکر!دوسری میری گزارش یہ ہے جو میں نے بھی سنی ہے کیونکہ میں خود تو انگریزی پڑھ نہیں سکتا،انہوں نے بتایا ہے کہ وہاں پر ایک عورت کو نمائندگی دی جارہی ہے۔ میری یہ گزارش ہے کہ جب ہم ہر معاملے میں عورتوں کو برابری کی سطح پر لا رہے ہیں تو اس بل میں بھی عورتوں کو زیادہ نمائندگی دینی چاہئے،اس سے ان کے حوصلے بلند ہوں گے۔اسی طرح میری یہ بھی گزارش ہے کہ اس بل میں جو یہ شرط رکھی گئی ہے کہ اقلیتی نمائندہ وہاں پر موجود ہوگا جہاں ان کے کم از کم پانچ سو ووٹ ہوں گے۔ میرے خیال میں تو یہ مناسب بات نہیں ہے،اس حلقے میں اگر صرف تین چار اقلیتی لوگ رہائش پذیر ہیں تو ان کو بھی وہاں سے elect ہونے کا حق حاصل ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر!اس کے علاوہ میں یہ بھی عرض کروں گا کہ ترقیاتی فنڈز چیئرمینوں کی disposal پر ہونے چاہئیں ان کو استعمال کرنے کا صوابدیدی اختیار بھی ان کے پاس ہی ہونا چاہئے کیونکہ اس طرح وہ اس رقم کو مقامی طور پر بہتر طریقے سے خرچ کر سکے گا۔ میں پچھلے دور میں دو دفعہ یونین کونسل کا ناظم رہا ہوں اور یہ بھی سمجھتا ہوں کہ اگر آج میں اس ایوان میں کھڑا ہوں تو اسی کی بدولت ہی کھڑا ہوں۔ میں نے اپنے دونوں tenures میں اپنی کونسل میں،جہاں پر 9 گاؤں تھے وہاں پر عوام کو تقریباً چھ سو پُلیاں بنا کر دی ہیں جو کہ ایک بہت بڑی تعداد ہے۔ ہمیں اگر فنڈز ملے ہیں تو ہم نے عوام کو چھ سو پُلیاں بنا کر دی ہیں۔

جناب سپیکر: چھ سو پُلیاں؟

جناب احمد شاہ کھگہ: جی، چھ سوپُلیاں۔ میں اس کی وضاحت بھی کر دوں کہ چھوٹی پُلی زمیندار کی بنیادی ضرورت ہوتی ہے۔اسی دور میں مجھے ضلع کونسل کی طرف سے ساڑھے سات کلو میٹر سڑک بھی ملی تھی جو میں نے اپنے علاقہ میں بنوائی ہے اور آج اس کا ثمر ہے کہ مجھ جیسا چھوٹا آدمی بھی ادھر اسمبلی میں منتخب ہو کر آگیا ہے۔(نعرہ ہائے تحسین)

جناب والا! ہم نے یہ باتیں بھی سنی ہوئی ہیں کہ قومی اور صوبائی اسمبلی کا کام ہی صرف قانون بنانا ہے باقی کام بلدیاتی اداروں کا ہے لیکن اس کے لئے ضروری ہے کہ funding بھی نچلی سطح تک آنی چاہئے۔ میں تو سمجھتا ہوں کہ اگر کوئی ایسا نظام آ جائے، میرے سمیت باقی دوست جو اس ایوان میں بیٹھے ہوئے ہیں یہ صرف قانون ہی بنائیں۔ باقی کام بلدیاتی اداروں پر چھوڑ دینا چاہئے اور funds بھی ان اداروں کی طرف منتقل ہونے چاہئیں کیونکہ اس سے عام آدمی کو فائدہ ہوگا، ایک عام آدمی کو جب ایک پُلی کی ضرورت ہوتی ہے تو وہ اس سلسلے میں ایم پی اے کو جا کر ملتا ہے، ڈی سی او کو ملتا ہے اور نہ ہی وہ ضلع کے چیئرمین کو ملتا ہے بلکہ وہ اپنی یونین کونسل کے ممبر کو ملتا ہے۔اس کے بعد بھی اگر بات نہیں بنتی تو پھر وہ چیئرمین یا ناظم کو جا کر ملتا ہے۔ جب آپ نے اتنے پیسے لگانے ہیں اور آپ یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس کا نچلی سطح تک فائدہ ہو تو پھر میری یہ گزارش ہوگی کہ یونین کونسل کو ہی بااختیار بنایا جائے۔اگر اس ساری exercise کا کوئی فائدہ ہی نہیں ہے تو پھر سب مل کر چیف جسٹس صاحب کی منت کریں کہ اس پیسے کو فضول ضائع نہ کیا جائے اور اس پیسے کو بجلی بنانے میں صرف کر دیا جائے۔اگر اس کا فائدہ ہو تو پھر بے شک آپ اس سسٹم کو لے آئیں۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ یہاں پر یہ بھی بات ہوئی ہے کہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں یا غیر جماعتی بنیادوں پر کروائے جائیں؟ میں تو کہوں گا کہ جماعتی انتخابات زیادہ بہتر ہیں اگر آپ غیر جماعتی انتخابات کروائیں تو اس کا انجام بُرا ہوگا کیونکہ جب ممبر بن جاتے ہیں تو پھر جو پیسے والا ہوتا ہے وہی ضلع کا ناظم اور چیئرمین بن جاتا ہے۔Direct election میں یہ ہوگا کہ ہر ایک کا ذہن بنا ہوا ہوگا، اگر کوئی چھوٹا ممبر بھی بن جائے گا تو وہ آگے جا کر بدل نہیں سکے گا کیونکہ وہ پارٹی کی طرف سے پابند ہوگا اور اس سے لوگوں کو زیادہ relief بھی ملے گا۔اس وقت ملک اور صوبوں میں جمہوری حکومتیں قائم ہیں لہٰذا اختیارات کو نچلی سطح پر منتقل کرنے میں کوئی حرج بھی نہیں ہے۔

جناب سپیکر! فوجی جب بھی آئے ہیں بے شک وہ زبردستی آئے ہیں لیکن انہوں نے اختیارات نچلی سطح تک منتقل کئے ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ان کے جو اچھے اقدامات ہیں وہ ہمیں اپنا لینے

چاہئیں اور جو points اچھے نہیں ہیں ان کو آپ نہ اپنائیں۔ یہ جو کہا جا رہا ہے کہ یہ بلدیاتی نظام ضیاء الحق کے دور والا ہے، میری یہ گزارش ہے کہ یہ تو بتیس چونتیس سال پہلے کا نظام ہے اب تو نئی نسل آ گئی ہے اور ان کی نئی demands ہیں، نئی مشکلات ہیں اور عام آدمی اس کا فوری حل چاہتا ہے۔ اب یہ پرانا دور نہیں ہے کہ کسی زمیندار کو کہا کہ میرا کام کر دینا، اب تو وہ پوچھتے ہیں کہ میرا کام ہوا ہے یا نہیں؟ آپ یقین کریں کہ یہ تمام حالات جو ایک مقامی کونسلر جانتا ہے وہ یونین کا ناظم یا چیئرمین بھی نہیں جانتا۔ جو چیئرمین یا ناظم جانتا ہے وہ ہم نہیں جانتے۔ ماشاءاللہ یہاں پر سب بڑے بڑے پڑھے لکھے لوگ بیٹھے ہیں اور سب مجھ سے زیادہ سمجھدار ہیں اس لئے میری یہ گزارش ہے کہ ہم کوئی ایسا کام کریں کہ یہ ملک اور صوبہ ہمیں ہمیشہ یاد رکھے۔ اس وقت ہماری اسمبلی کا ماحول بھی بڑا اچھا ہے، دوستانہ ہے، جو تجاویز ہم سے لی گئی ہیں ان میں سے جو اچھی تجاویز ہیں ان کو اس بل میں شامل کریں۔ اگر ہماری کوئی تجویز اچھی نہیں ہے تو آپ ہمیں بتائیں اس سے بہتر تجاویز پیش کی جائیں گی۔

جناب سپیکر! اس کے علاوہ چیئرمین ضلع کونسل کو ہٹانے کی جو بات کی گئی ہے اس پر میری اپنی رائے ہے، میرا تو خیال ہے کہ آدمی جب منتخب ہو کر آ گیا ہے اس کو کام کرنے کا پورا موقع ملنا چاہئے۔ عدم اعتماد تو ہونا ہی نہیں چاہئے کیونکہ جب وہ چیئرمین بنتا ہے تو اس وقت بھی وہ ووٹوں سے ہی بنتا ہے اس لئے اس کو کام کرنے کا پورا موقع ملنا چاہئے تاکہ وہ اس چکر میں نہ رہے کہ میرے خلاف تحریک عدم اعتماد آ جائے گی اور یہ مجھے ہٹا دیں گے۔ جب اس کا ذہن اس بات سے ہٹ جائے گا تو وہ کام بھی اچھے کرے گا اور ایک منتخب نمائندہ سب کے لئے برابر ہوتا ہے۔ اگر اس کے پاس فنڈز ہوں گے تو وہ اپنے گھر نہیں رکھے گا وہ ہمیشہ عوام پر لگائے گا اس لئے میری یہ گزارش ہو گی کہ اچھا نظام لانا چاہئے، پہلے سے بہتر لانا چاہئے اور اگر ہم بہتر نظام نہ لا سکے تو پھر پیسا ضائع کرنے کی بجائے جیسا کہ میں نے پہلے بھی گزارش کی ہے کہ اس کو بجلی کی مد میں خرچ کر دیا جائے۔ بہت بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔ رانا محمد ارشد صاحب اپنی تقریر کل کرنا چاہتے ہیں، اس کے بعد حنا پرویز بٹ صاحبہ! آپ بولنا چاہیں گی؟

محترمہ حنا پرویز بٹ: جناب سپیکر! میں کل بات کروں گی۔

جناب سپیکر: اس کے بعد جناب محمد وحید گل!

جناب محمد وحید گل: اج ای بولاں گے۔

جناب سپیکر:ضرور بولو۔ ماشاء اللہ !تسی بڑے اچھے مقرر او،تے سُروچ بولیاجے۔تہاڈی بڑی مہربانی(قہقہے)

جناب محمد وحید گل: نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریمo بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo ساری تعریفیں اس رب کائنات کے لئے جو ہم سب کا خالق ومالک ہے اور حضور نبی کریم ﷺ کی ذاتِ مبارک پر کروڑوں درود و سلام۔

جناب سپیکر!اس وقت بہت اہم بحث چل رہی ہے جس کا تعلق پنجاب کے باسیوں کے مسائل حل کرنے سے ہے۔معزز ایوان کے معزز ممبران نے بڑی اچھی اچھی تجاویز پیش کی ہیں لیکن میں اپنی بات یہاں سے شروع کروں گا کہ ابھی اپوزیشن کی جانب سے یہ بات سامنے آئی ہے کہ اس بل کو اگر متفقہ طور پر پاس کر لیا جائے تو بڑا اچھا اقدام ہوگا اور پورے ملک کے اندر بھی ایک بہترین message چلا جائے گا۔

جناب سپیکر:آپ اپنے صوبے کی حد تک رہیں،پورے ملک کی طرف نہ جائیں۔

جناب محمد وحید گل:جی، ٹھیک ہے۔میرا یہ خیال ہے کہ اگر ہم اس بل کو متفقہ طور پر پاس کریں گے تو پورے ملک میں ایک اچھا message جائے گا۔

جناب سپیکر:خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

جناب محمد وحید گل:لیکن میرے خیال میں ایسا ہوگا نہیں کیونکہ میں جب دیکھتا ہوں کہ حکومتی بنچوں کی طرف سے یہ بڑا کمال کام کیا گیا اور پہلے دن سے یہ کہا گیا کہ جو مثبت تجاویز آئیں گی ان کو اس بل میں شامل کر لیا جائے گا،اس کے بعد جناب سپیکر آپ نے اس کے اندر کیا کمال کام کر دکھایا کہ اپوزیشن اور حکومتی بنچوں پر مشتمل ایک سپیشل کمیٹی بنادی جس کا روزانہ کی بنیاد پر اجلاس بھی ہوتا ہے اور جس میں دونوں اطراف سے اچھی تجاویز دی جاتی ہیں لیکن مجھے لگتا اس طرح سے ہے کہ اگر اپوزیشن چاہے تو یہ بل متفقہ طور پر پاس ہو سکتا ہے مگر جب[*********] پھر تو حکومت جو مرضی کر لے میرے خیال میں متفقہ طور پر بل پاس نہیں ہو سکتا۔

جناب سپیکر:آپ نااُمیدی کی بات نہ کریں،آپ کی مہربانی۔Let's hope for the good.

* بحکم جناب سپیکر صفحہ نمبر 52 الفاظ کارروائی سے حذف کئے گئے۔

جناب محمد وحید گل: جناب والا! جو حق ہے وہ دیا جائے۔اس کے بعد یہاں پر ہیلتھ اور ایجوکیشن کی بات ہوئی۔ وزیر اعلیٰ پنجاب نے اپنے پچھلے دور کے اندر SWM سالڈ ویسٹ مینجمنٹ کمپنی بنائی، ٹرانسپورٹ کمپنی بنائی۔ ہم نے یہ دیکھا ہے کہ ان دونوں کمپنیوں کے شاندار نتائج نکلے ہیں۔آج آپ دیکھ رہے ہیں کہ ٹرانسپورٹ کمپنی کی بدولت بڑے شہروں میں اعلیٰ قسم کی نئی ٹرانسپورٹ مہیا ہو چکی ہے۔

جناب سپیکر: گل صاحب! Come to the local government مہربانی

جناب محمد وحید گل: یہ لوکل باڈیز کا ہی issue ہے۔ میں نے ٹرانسپورٹ کی مثال دی ہے میں اس پر آتا ہوں کہ اگر ہیلتھ اور ایجوکیشن پر اتھارٹی بنے گی تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ بھی اپنا کام اسی طرح سے انجام دے گی اور اس کے نتائج بھی بہتر طور پر آئیں گے۔ میری تجویز اور رائے یہ بھی ہے کہ جس طرح یہاں پر بات ہوتی ہے اور میں اکثر اپنے ممبران کو سنتا ہوں کہ ہمارے زیادہ سے زیادہ ورکر یا لوگ لوکل باڈی کے اندر adjust ہو جائیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ہمیں اس بات کو مدنظر رکھنا چاہئے کہ مقامی طور پر ہمارے مسائل کس طرح سے حل ہوں گے۔ ہم افراد کی تعداد پر نہ جائیں کہ وہ پانچ، سات یا گیارہ ہونی چاہئے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ وتیرہ ڈکٹیٹر حکومتوں کا ہوا کرتا ہے کہ وہ اکیس افراد رکھ کر ان کو اختیارات نہیں دیتے بلکہ ان کا مطمع نظر صرف یہ ہوتا ہے کہ اگر یونین کونسل کے اندر اکیس افراد ہوں گے اور وہ دس دس افراد کو بھی لے کر آئیں گے تو وہ جلسہ بھرنے کے لئے ہزاروں کی تعداد میں لوگ ہو سکتے ہیں۔ مسئلہ افراد پر نہیں ہونا چاہئے بلکہ دونوں اطراف سے اس پر consensus ہونا چاہئے۔ میں بھی بلدیاتی کونسلر رہا ہوں پورے علاقے میں ایک ہی کونسلر ہوتا تھا۔ ایم پی اے بھی ایک ہی ہوتا ہے ایم این اے بھی ایک ہی ہوتا ہے۔ ہم پہلے اللہ کی مہربانی سے مسائل بہتر طور پر حل کرتے تھے لیکن مشرف دور کے اندر اکیس افراد وہ رزلٹ نہیں دے سکے جو ایک بلدیاتی کونسلر دیتا تھا۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی کہنا چاہوں گا کہ خواتین کی بات ہوتی ہے ہمیں اس بات سے اعتراض نہیں ہے کہ اس کے اندر ایک خاتون ہو دو ہوں یا چار خواتین کا combination آئے لیکن اس بات پر ضرور consensus ہونا چاہئے کہ جتنی بھی خواتین آئیں وہ منتخب ہو کر آئیں۔ جب وہ منتخب ہو کر آئیں گی تو ان میں وہ خواتین بھی آ سکتی ہیں جنہوں نے اپنے علاقوں کے اندر کسی نہ کسی تنظیم کے ساتھ یا کسی جماعت کے ساتھ کام کیا ہوتا ہے۔ اگر وہ اس طرح سے آئیں گی تو زیادہ بہتر ہو گا۔ اسی طرح سے اگر اقلیتی ممبر بھی منتخب ہو کر آئے گا تو وہ اپنی کمیونٹی اور علاقے کے لئے زیادہ بہتر کردار ادا کر سکے گا۔

جناب سپیکر! میری یہ بھی تجویز ہے کہ آپ اس بل کے ذریعے سے جو بھی پنچایتی یا مصالحتی کمیٹی بنانا چاہتے ہیں اسے کم سے کم پانچ لاکھ روپے کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔

جناب سپیکر: کتنا؟

جناب محمد وحید گل: اسے پانچ لاکھ روپے کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔ چونکہ پولیس کا اختیار نہیں ہے اس کے لئے عدالتوں میں جانا پڑتا ہے جس سے ایک غریب آدمی پر یہ ایک extra بوجھ پڑتا ہے اس لئے میری تجویز ہے کہ ان مصالحتی کمیٹیوں کے پاس پانچ لاکھ کے لین دین کا اختیار ہونا چاہئے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ جب ایک خاتون عدالت سے خلع لیتی ہے اور جب اسے خلع مل جاتی ہے تو پھر اسے بعد میں مصالحتی کمیٹی کے چیئرمین کے پاس آنا پڑتا ہے اور تین ماہ تک اس کا کیس مصالحتی عدالت کے اندر چلتا ہے اور اس کے بعد طلاق کا سرٹیفکیٹ جاری ہوتا ہے۔ جب غریب بچیوں پر ظلم اور زیادتی ہوتی ہے تو وہ خلع کے لئے عدالت کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہیں لہذا میری تجویز ہے کہ پھر دو چیزیں ہونی چاہئیں اگر عدالت کے ذریعے ہونا ہے تو پھر انہیں حکومت کی جانب سے free of cost وکیل دیا جائے یا پھر اس کا اختیار بھی مصالحتی کمیٹی کے پاس ہو کہ اگر وہ کسی بچی کے خلع کے معاملے میں مناسب سمجھتی ہے تو اس پر فیصلہ دے۔ مصالحتی کمیٹی کا اختیار بھی کسی فرد واحد کے پاس نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس کے اندر بھی ایک خاتون کو لازمی طور پر شامل کیا جائے چونکہ یہ بچیوں کی زندگی کا اہم ترین معاملہ ہوتا ہے۔ جہیز کا سامان دلوانے کا اختیار بھی مصالحتی کمیٹی کے پاس ہونا چاہئے چونکہ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کسی بچی کو طلاق یا خلع ہو جاتی ہے تو وہ بے چاری کئی کئی سالوں تک عدالتوں کا دروازہ کھٹکھٹاتی ہے یہ ظلم اور زیادتی کی بات ہے۔

جناب سپیکر! میرے خیال میں میری ساری باتیں ادھر اچھی لگ رہی ہیں لیکن میں سمجھتا ہوں کہ یہ باتیں پورے ایوان کے لئے اچھی ہیں۔

معزز ممبران: خواتین کے حقوق کی بات بھی کریں۔

جناب محمد وحید گل: جس ویلے خواتین دے حقوق دا بل پیش ہویا اس وقت ایس تے گل کراں گے۔

جناب سپیکر! میں سمجھ گیا آں۔ اسی طرح سے پانی کا بڑا اہم مسئلہ ہے اگر ہم اسے واسا سے نکال کر۔۔۔

جناب سپیکر: ذرا راجن پور جا کر دیکھیں۔

جناب محمد وحید گل: ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: مہربانی۔

جناب محمد وحید گل: اگر پانی کو پبلک ہیلتھ انجینئرنگ اور واسا سے نکال کر locally سطح پر لے آئیں تو میں سمجھتا ہوں صاف پانی کے مسائل بہتر طور پر حل ہو سکتے ہیں۔ میں اس لئے جناب کی وساطت سے پورے ایوان کو دعوت دیتا ہوں کہ ہم نے locally سطح پر چار ہزار لوگوں کو پینے والا صاف پانی چنگا پانی کے نام سے پروگرام دیا ہے اور سیوریج کا نظام دیا ہے جسے ہم خود چلاتے ہیں۔

جناب سپیکر: بہت اچھا۔ شاباش۔

جناب محمد وحید گل: میں آپ کو اور پورے ایوان کو دعوت دیتا ہوں کو آپ اسے دیکھ سکتے ہیں۔ اگر ایسی سکیموں کو لوکل گورنمنٹ میں شامل کر کے ان پر عملدرآمد کرایا جائے تو میں سمجھتا ہوں کہ ہم اپنے صوبے کی عوام کی بہتر طور پر خدمت کر سکیں گے۔ بڑی مہربانی

جناب سپیکر: یہ قواعد کی معطلی کی تحریک ہے۔ وزیر قانون رانا ثناء اللہ خان صاحب نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ میں محرک سے کہوں گا کہ وہ اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

> " قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

> "قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش

دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کوئٹہ میں ہونے والے خود کش دھماکے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کو خراج تحسین پیش کرنے کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کوئٹہ میں خود کش حملہ میں شہید ہونے والے پولیس افسران واہلکاران کے لئے خراج تحسین کا پیش کیا جانا

وزیر لوکل گورنمنٹ وکمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! بزنس ایڈوائزری کمیٹی میں ہونے والے فیصلہ کے مطابق یہ قرارداد حزب اختلاف اور حزب اقتدار دونوں طرف سے مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خود کش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔ فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر، پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خودکش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر،پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"پنجاب اسمبلی کا یہ ایوان بلوچستان میں ہونے والے دہشت گردی کے حالیہ واقعات کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔

یہ ایوان پولیس لائنز کوئٹہ میں خودکش حملے میں شہید ہونے والے پولیس افسران اور اہلکاران کی شہادت کو ایک قومی سانحہ قرار دیتا ہے۔اس حملے میں D.I.G(Operations) فیاض احمد سُنبل اور تیس کے قریب دیگر افسران اور اہلکاران شہید ہو گئے تھے۔فیاض احمد سُنبل شہید ایک نہایت دلیر،پیشہ ور اور فرض شناس آفیسر تھے جن کی خدمات کو ہمیشہ اچھے الفاظ میں یاد کیا جائے گا۔

یہ ایوان شہید ڈی آئی جی اور دیگر شُہداء کے اہل خانہ سے بھی اظہار تعزیت کرتا ہے اور دُعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ شُہداء کو اعلیٰ مقام عطا فرمائے اور اُن کے لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: وزیر قانون و پارلیمانی امور، رانا ثناء اللہ خان نے قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت طلب کی ہے۔ محرک اپنی تحریک پیش کریں۔

قرارداد پیش کرنے کے لئے قواعد کی معطلی کی تحریک

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (رانا ثناء اللہ خان): جناب سپیکر! میں یہ تحریک پیش کرتا ہوں کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

جناب سپیکر: یہ تحریک پیش کی گئی ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

یہ تحریک پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"قواعد انضباط کار صوبائی اسمبلی پنجاب بابت 1997 کے قاعدہ نمبر 234 کے تحت قاعدہ 115 اور دیگر متعلقہ قواعد کو معطل کر کے کنٹرول لائن پر جاری بھارتی

جارحیت کی مذمت کے سلسلے میں ایک قرارداد پیش کرنے کی اجازت دی جائے۔"

(تحریک متفقہ طور پر منظور ہوئی)

جناب سپیکر: محرک اپنی قرارداد پیش کریں۔

قرارداد

کنٹرول لائن پر بھارتی جارحیت کی پُرزور مذمت

وزیر لوکل گورنمنٹ و کمیونٹی ڈویلپمنٹ / قانون و پارلیمانی امور (راناثناء اللہ خان): جناب سپیکر! یہ قرارداد بھی مشترکہ طور پر پیش کی جارہی ہے۔ میں یہ قرارداد پیش کرتا ہوں کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹاالزام لگایااور پھر اس کی آڑلے کر اس کی security forces تواتر سے بلااشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اوراس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

جناب سپیکر: یہ قرارداد پیش کی گئی ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹاالزام لگایااور پھر اس کی آڑلے کر اس کی security forces تواتر سے بلااشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی

جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

اس قرارداد کی مخالفت نہیں کی گئی۔ یہ قرارداد پیش کی گئی ہے اور اب سوال یہ ہے کہ:

"صوبائی اسمبلی پنجاب کا یہ ایوان کنٹرول لائن پر جاری بھارتی جارحیت کی پُرزور الفاظ میں مذمت کرتا ہے۔ بھارت نے پہلے پاکستان پر اپنے دو فوجیوں کی ہلاکت کا جھوٹا الزام لگایا اور پھر اس کی آڑ لے کر اس کی security forces تواتر سے بلا اشتعال فائرنگ کر رہی ہیں اور پاک فوج کے ساتھ ساتھ عام شہریوں کو اپنی جارحیت کا نشانہ بنا کر بین الاقوامی قوانین کی مسلسل خلاف ورزی کی مرتکب ہو رہی ہیں۔

یہ ایوان بھارتی جارحیت کے نتیجے میں ہونے والی ہلاکتوں پر اظہار غم کرتا ہے اور مرحومین کے درجات کی بلندی کے لئے دعا گو ہے۔

یہ ایوان وفاقی حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ اس معاملے کو بین الاقوامی سطح پر اُٹھایا جائے اور عالمی برادری کے ذریعے بھارتی جارحیت اور اس کے جارحانہ عزائم کا نوٹس لے کر اسے بین الاقوامی قوانین کی پابندی پر مجبور کیا جائے۔"

(قرارداد متفقہ طور پر منظور ہوئی)

مقامی حکومت کے نئے نظام پر عام بحث

(۔۔۔جاری)

جناب سپیکر:اب ہم بقیہ کارروائی کی طرف چلتے ہیں۔اب میں چودھری محمد صدیق کو مقامی حکومت کے نئے نظام پر بحث کے لئے floorدیتا ہوں۔

جناب محمد صدیق خان:بسم اللہ الرحمن الرحیم۔جناب سپیکر!سب سے پہلے تو میں اپنا پورا تعارف کرانا چاہوں گا کہ میرا نام محمد صدیق ہے۔آپ کبھی چودھری اور کبھی صادق کہتے ہیں تو میری درخواست ہو گی کہ مجھے محمد صدیق کہا جائے۔

جناب سپیکر:نہیں، میں نے کاٹ کر اسے ٹھیک کیا ہے اور محمد صدیق خان لکھا ہے۔کیا آپ "خان" بھی نہیں لکھتے ہیں؟

جناب محمد صدیق خان:"خان" لکھتا ہوں لیکن بنیادی طور پر میرا نام محمد صدیق ہے۔

جناب سپیکر:تو آپ کا نام "محمد صدیق خان" ہے؟

جناب محمد صدیق خان:جی،ہاں۔

جناب سپیکر:اب میں کیا کروں کہ جس نے آپ کا نام لکھا ہے اُس کی آپ کچھ ڈانٹ ڈپٹ کریں گے لہذا اب میں اُس کا نام نہیں لینا چاہتا۔میں نے درستی کر دی ہے۔

جناب محمد صدیق خان:بہت مہربانی۔جناب سپیکر!میں عرض کرتا چلوں کہ آپ نے شفقت فرمائی اور مجھے ٹائم دیا۔میرے انتہائی قابل قدر دوست اس House کے ممبر جن کا Treasury Benches سے تعلق ہے انہوں نے اس لوکل گورنمنٹ بل پر اپنی تقریر میں فرمایا کہ اس مسودے کو اپوزیشن اور گورنمنٹ کو approve unanimously کرنا چاہئے لیکن ان کی ڈوریں کہیں اور سے ہلائی جاتی ہیں۔۔۔

جناب سپیکر:اگر کہیں پر اس طرح کے الفاظ ہیں تو اُن کو حذف کر دیا جائے۔جی، محمد صدیق خان صاحب!

جناب محمد صدیق خان:جناب سپیکر!میں آپ کے توسط سے اُس معزز ممبر سے درخواست کروں گا کہ الحمدللہ جہاں بھی developed democracies ہیں وہاں manifesto پر الیکشن ہوتے ہیں۔لوگ manifesto پر ووٹ دیتے ہیں تو 11 مئی کو جس الیکشن کا انعقاد ہوا تو میں نے

بحیثیت سیاسی کارکن اُس الیکشن میں پی ٹی آئی کے پلیٹ فارم سے حصہ لیا، اُس کے manifesto کو پڑھا اور اُس manifesto کو لے کر پبلک میں گیا اور پبلک نے اُس manifesto کی بنیاد پر مجھے ووٹ دیا اور جس کی بنیاد پر میں آج اس معزز ایوان میں موجود ہوں۔ میں ایک نظریے کا پیروکار ہوں۔ فطرت نے انسان کو دو چیزیں عطا کی ہیں ایک اُس کی spirit ideology اور دوسری اُس کی social and political ideology تو میں ایک نظریے اور ایک سوچ کے ساتھ یہاں آیا ہوں تو وہ نظریہ مجھے مجبور کرتا ہے کہ ہم نے power grass root level پر لے کر جانی ہے۔ پبلک کے اندر اعتماد پیدا کرنا ہے اور پبلک کو یہ ذمہ داری سونپنی ہے جو آئین پاکستان اقتدارِ اعلیٰ کی مالک اس ملک اور اس صوبہ کی عوام کو دیتا ہے ہم اُس spirit میں چاہتے ہیں کہ نچلی سطح تک اختیارات جانے چاہئیں تو میں اس بل کے Preamble پر بات کروں گا کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم 2001 جو exist کر رہا ہے جس میں ہم ترمیم کر کے ایک نیا سسٹم لے کر آ رہے ہیں۔ ہم اس لوکل گورنمنٹ سسٹم کو rationalize and organize کر رہے ہیں۔ ہم نے Article-148(A) کے تحت good governance کو promote کرنا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ administrative and financial powers devolve کرنی ہیں۔

جناب سپیکر! میں عرض کرتا چلوں کہ ہم جس سسٹم میں ترمیم کرنے جا رہے ہیں تو Article-148(A) جو کہتا ہے اور جتنی میری عقل اور شعور ہے وہ تو یہ کہتی ہے کہ مزید powers devolve کی جائیں۔ آپ نے پہلے گفتگو کی کہ بیوروکریسی سے کیا مقصد لیا جاتا ہے تو میں عرض کرتا چلوں کہ ہماری چھوٹی عقل کہتی ہے .They are public servants کیونکہ وہ Public Treasury سے salaries لیتے ہیں تو Public Treasury کے مالک اس صوبہ کے عوام ہیں جو tax payers ہیں جو اس صوبے کا انتظام چلانے اور اس صوبے کی عوام کی welfare کرنے کے لئے ٹیکس دیتے ہیں۔ اس ٹیکس کے .executers are public servants اور یہ public servants اس صوبے کے عوام کی طرف سے آنے والے ٹیکس کی رقم سے اپنی تنخواہیں لیتے ہیں اور اپنا نان و نفقہ چلاتے ہیں اس لئے وہ public servants ہیں تو میں عرض کرتا چلوں کہ اس صوبے کی عوام کو مزید empower کرنا ہے لیکن اگر آپ 2001 Local Government Ordinance دیکھیں تو اُس میں devolve 50 departments کئے گئے اور ہر ڈسٹرکٹ کے اندر گیارہ ای ڈی اوز ان کو execute کر رہے تھے تو civil servants کی حیثیت as an executer تھی اور اُن کو

elected representatives نے vision دینا تھا تو پبلک کے نمائندوں کو empower کیا گیا۔ میری عرض یہ ہے کہ آج اس proposed Act میں Municipal Services کے علاوہ کچھ بھی نہیں دیا جارہا۔یہاں پر Education and Health Authorities کی بات کی گئی تو اُس کے لئے آپ Constitution دیکھیں اور اُس کے functions دیکھیں کہ elected representatives کے پاس کون سا اختیار ہوگا؟ اُنہیں تو صرف ایک liaison کی حیثیت دی گئی ہے یعنی اُس اتھارٹی کے اندر اُن کی ایک liaison ship ہوگی تو میں درخواست کروں گا کہ کسی بھی جمہوری معاشرے میں powers کو devolve کیا جاتا ہے، centralize نہیں کیا جاتا۔ اس بل کے ذریعے سے ساری powers centralize کی جارہی ہیں۔ میں اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ This Bill is totally contrary with the Article-140(A) and totally inconsistent. اس لئے میں powers کے حوالے سے اس بل کی مخالفت کرتا ہوں۔جہاں تک election participation کی بات کی جارہی ہے Article-32 کہہ رہا ہے کہ gender gap کو ختم کیا جائے، gender balance-ship لائی جائے تو مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ جہاں ایک یونین کونسل میں چار خواتین ممبران تھیں آج وہاں ایک خاتون کا ذکر کیا گیا، پھر دو خواتین کا ذکر کیا گیا تو میں سمجھ رہا ہوں کہ جہاں Article-32, gender balance-ship کی بات کرتا ہے کہ gap gender کو ختم کیا جائے وہاں میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں gender balance-ship میں ایک gap create کیا جارہا ہے تو اُس حوالے سے میری یہ ذمہ داری ہے کہ میں آئین پاکستان کے ہر آرٹیکل کے تقدس کو پامال نہ ہونے دوں یعنی اُس کا خیال رکھوں اور اُس کی اطاعت کروں اس لئے یہ میری ذمہ داری ہوگی کہ Article-32 کے تحت خواتین کو زیادہ سے زیادہ participation کا right دیا جائے۔

جناب سپیکر! اب میں Local Bodies Election System کی بات کرتا ہوں۔آج rural and urban کی جو division کی جارہی ہے کیا villagers کو ایک ایسی environment نہیں چاہیئے جو صاف و شفاف ہو، pollution سے پاک ہو، جس میں garbage disposal کا انتظام ہو، sanitation system ہو، صحت و صفائی ہو، کیا villagers کو اس چیز کی ضرورت نہیں ہے تو کیوں یہ division create کی جارہی ہے؟ پوری دنیا میں دیکھیں کہ rural and urban division کو ختم کر دیا گیا ہے لیکن آج ہم اکیسویں صدی میں ہیں لیکن پھر 1979 کی طرف جارہے ہیں۔ 1960 کا بلدیاتی نظام بھی ایک ڈکٹیٹر نے دیا تھا، 1979 میں بھی ایک ڈکٹیٹر نے بلدیاتی نظام دیا تھا

اور2001 میں بھی ایک ڈکٹیٹر نے بلدیاتی نظام دیا تھا لیکن میں سمجھتا ہوں کہ 2001 کا جو ڈکٹیٹر تھا اور اس نے جو اچھا کام کیا وہ یہ ہے کہ اس نے اس ملک کی عوام کو empowerment دی۔ ہماری خواتین کو اپنے حقوق کے حصول کے لئے ایک حق دیا اور ایک participation دی، 1861 کا انگریز کا ایکٹ ختم کر کے چھوٹے level پر احساس ذمہ داری پیدا کیا گیا کہ آپ اس ملک کے ذمہ دار شہری ہیں، آپ نے اپنے مسائل کا حل خود ڈھونڈنا ہے اور آپ نے خود اپنے لئے وسائل پیدا کرنے ہیں۔ میں نے آج اخبار میں پڑھا ہے کہ contradiction آئی ہے کہ اس میں check and balance کا کوئی mechanism موجود نہیں تھا، کس میں موجود نہیں تھا میں پوچھتا ہوں کہ provincial government کا financial check and balance کیا ہے؟ Auditor General of Pakistan ہے۔ وہاں pre audit system, post audit system, special audit system under the constitutional authority of Auditor General of Pakistan ہے۔ میں نے آج ہی کسی اخبار میں پڑھا ہے کہ گورنمنٹ کی طرف سے یہ بات آئی کہ وہی mechanism لایا جا رہا ہے تو پہلے دن جب یہ Bill پیش ہوا تھا تو میں نے یہی بات کہی تھی الحمدللہ آج اس بات کو پذیرائی ملی ہے اس لئے میں عرض کرتا چلوں اور میری درخواست ہو گی کہ کوئی بھی ایکٹ Constitution کے کسی آرٹیکل کو overrule نہیں کر سکتا۔ پاکستان کے آئین کے آرٹیکل 140-A اور آرٹیکل 32 کی کیوں violation کی جا رہی ہے؟ میری درخواست ہو گی کہ اس spirit سے جیسا کہ میں نے ذکر کیا کہ پہلے 50 ڈیپارٹمنٹ devolve تھے اور 11 ای ڈی اوز تھے۔ اس میں ایک بہت بڑا flaw تھا کہ Law and Order کی powers پہلے ڈسٹرکٹ ناظم کے پاس تھیں۔ اب اس میں کہیں ذکر نہیں کیا گیا کہ وہ powers کس کو transfer کی جائیں گی۔ There is no mention in this Bill کون Law and Order کو کنٹرول کرے گا۔ اگر ہم پھر وہی مجسٹریسی نظام لے کر آئے تو میں سمجھتا ہوں کہ separation of judiciary کا جو concept تھا اس میں وہ ساری چیزیں under question آئیں گی۔ میری درخواست ہو گی کہ ہم اس چیز کو دیکھیں، ہماری باگیں کسی کے ہاتھ میں نہیں ہیں الحمدللہ ہم عوامی نمائندے ہیں ہم عوام سے ووٹ لے کر آئے ہیں manifesto کے تحت ووٹ لے کر آئے ہیں، ہم اس کے سامنے جواب دہ ہیں اس لئے ہم اپنے قول و فعل میں تضاد پیدا نہیں کریں گے۔

جناب سپیکر! تیسری بات non party basis election ہیں تو بھئی آپ نے COD پر دستخط کئے ہیں اس میں سیکشن 10 پر کیوں دستخط کئے تھے؟ لیڈروں کے قول وفعل میں تضاد نہیں ہوتا اور ان کی جو کمیو نٹی ہوتی ہے، جو followers ہوتے ہیں وہ اس کو follow کرتے ہیں اس لئے میں درخواست کروں گا کہ party basis پر الیکشن ہونے چاہئیں اور according to section of COD 10 ہونے چاہئیں۔ آپ اپنے لیڈر کے وعدے اور دستخط کی حفاظت کریں۔

(اذان مغرب)

جناب سپیکر: جی، جناب محمد صدیق خان صاحب! جاری رکھیں۔

جناب محمد صدیق خان: جناب سپیکر! میں اپنی بات پھر وہیں سے شروع کروں گا تو میں عرض کر رہا تھا کہ جو non party basis election کی بات کی گئی بالخصوص کونسلرز کی تو اس میں میرے خدشات ہیں کہ یہ الیکشن maneuver کرنے کی ایک سازش ہے with due apology میں اس معزز ایوان کے سامنے درخواست کرتا ہوں، حکومتی بنچوں کی جو تعداد ہے اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کو جو mandate ملا ہے اس کے مطابق کیوں غیر جماعتی انتخابات کرائے جا رہے اور کیوں powers نہیں دی جا رہی ہیں؟ میں سمجھتا ہوں کہ اگر واقعی genuine mandate ہے تو میرے نقطہ نظر سے پاکستان مسلم لیگ (ن) کے like minded لوگ الیکشن جیت کر آئیں گے۔ ان پر کیوں اعتماد نہیں کیا جاتا، کیوں ان کو powers نہیں دی جاتیں؟ ان کو powers دینی چاہئیں۔ یہ کہتے ہیں کہ پچھلے سسٹم میں کرپشن تھی، میں سمجھتا ہوں کہ اس کرپشن کو روکنے کے لئے آج بھی وہی سسٹم لایا جا رہا ہے، وہی mechanism adopt کیا جا رہا ہے اس لئے میری درخواست ہو گی کہ الیکشن سسٹم میں کرپشن، دھونس اور دھاندلی کو روکنے کے لئے party basis election ہونے چاہئیں تاکہ یہ horse trading اور جو loyalty change کرنے کا concept ہے اس کو ختم کرنا چاہئے اس طرح ہم ایک مہذب قوم کے طور پر دوسری قوموں کے سامنے آئیں گے۔ ہمیں اپنی اپنی پارٹیوں کے منشور کے ساتھ منسلک رہنا چاہئے۔

جناب سپیکر! میں اس کے ساتھ ساتھ یہ درخواست کروں گا کہ اس صوبہ کے عوام پر رحم کرتے ہوئے عوام کو بیوروکریسی کے شکنجے سے نجات دلائیں۔ اس کے لئے جب تک grass-root level تک powers devolve نہیں کی جائیں گی اس وقت تک میں نہیں سمجھتا کہ اس صوبہ کی عوام کو یقینی انصاف فراہم کیا جا سکے گا۔

جناب سپیکر! میری آخر میں اتنی درخواست ہو گی کہ قوانین قوموں اور عوام کی میراث ہوتے ہیں تو ہم ایک ایسا قانون چھوڑ کر جا رہے ہیں کہ ہم عوام سے اختیارات لے کر centralize کر رہے ہیں۔ ہمیں چاہئے کہ ہم عوام کو relief دینے کے لئے اختیارات کو مزید devolve کریں جو اختیارات پہلے ہی 2001 کے قانون میں موجود ہیں اس میں مزید اختیارات اور powers دیں جس سے صوبہ کے عوام کو relief ملے گا اور یہ صوبہ ترقی کرے گا۔ اس طرح صوبہ میں ایک ایسی لیڈر شپ پیدا ہو گی جس کے اندر انتظامی، سیاسی اور ایک بہترین financial manager کی صلاحتیں پیدا بھی ہوں گی اور اجاگر بھی ہوں گی۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کے بعد ان کا اگلا level یہ ایوان یا اس سے بڑا ایوان ہو گا جس میں وہ بہتر طریقے سے perform کر سکیں گے۔ میری یہی درخواست اور یہی گزارش ہے کہ آپ آرٹیکل 140–A کے تحت جو پہلے پچاس محکمے devolve ہوئے ہیں جو گیارہ یا تیرہ گروپوں کی صورت میں موجود ہیں آپ ان کو ختم کر کے صرف میونسپل سروسز اس صوبہ کے عوام کو دے رہے ہیں۔ اس کے علاوہ میں ایجوکیشن اور ہیلتھ کی بات کرتا ہوں میں ایجوکیشن اور ہیلتھ اتھارٹی کی بات نہیں کرتا اس میں صرف liaison–ship دی گئی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ میں یہ بھی سمجھتا ہوں کہ independent corporate body کا جو concept ہے اس کے اندر overlapping ہے۔

جناب سپیکر! تیسری بات لوکل گورنمنٹ کمیشن کے حوالے سے ہے کہ میرے نقطہ نظر سے یہ جو سسٹم دیا گیا ہے اس کے تحت کوئی بھی اپنا function اپنی سوچ اور ضمیر کے مطابق deliver نہیں کر سکتا لہذا میری درخواست ہو گی کہ check and balance کا ایسا mechanism دیا جائے جس میں وہ اپنے ضمیر کے مطابق دیانتداری سے اپنا function deliver کر سکے، لوگوں کو services دے سکے، لوگوں کو انصاف دے سکے اور ان کا معیارِ زندگی بڑھا سکے۔ **وما علینا الاالبلاغ**

جناب سپیکر: جی، آپ کا بہت شکریہ۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب سپیکر: جی، فرمائیں!

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جناب سپیکر! جھنگ سے متعلقہ کچھ لوگ جو ہماری اسمبلی کے ہی ملازمین ہیں اُن کی طرف سے میرے notice میں ایک چیز لائی گئی ہے جسے میں آپ کی اجازت سے یہاں بتانا چاہتی ہوں۔ میں آپ کی وساطت سے وزیر اعلیٰ پنجاب سے گزارش کرنا چاہوں گی کہ ضلع جھنگ میں ایک گاؤں موضع جو گیرہ ہے جس کا آدھا حصہ دریا بُرد ہو چکا ہے اس آدھے حصہ کو بچا لیا جائے کیونکہ اس

میں ایک جامع مسجد ہے، لڑکیوں اور لڑکوں کے دو پرائمری سکول ہیں جن کے لئے فوری طور پر اگر کوئی احتیاطی تدابیر اختیار کی جائیں تو انہیں بچایا جا سکتا ہے۔ میری اس ایوان اور جناب سے گزارش ہے کہ اس موضع کے لئے فوری طور پر کچھ بندوبست کیا جائے۔

جناب سپیکر: محترمہ! آپ لکھ کر ہمارے پاس بھیجیں پھر ہم اس کا کوئی notice لیتے ہیں۔

محترمہ نبیلہ حاکم علی خان: جی، ٹھیک ہے۔

جناب سپیکر: چودھری امجد علی جاوید صاحب!

جناب امجد علی جاوید: جناب سپیکر! میں نے کل کے لئے گزارش کی تھی۔

جناب سپیکر: چلیں، میں کل کے لئے آپ کا نام لکھ لیتا ہوں۔

جناب امجد علی جاوید: جی، کل کے لئے کر دیں تو مہربانی ہو گی۔

جناب سپیکر: جی، ٹھیک ہے۔ انصاری صاحب! پہلے تو آپ اپنی سیٹ پر پہنچیں۔

حاجی محمد الیاس انصاری: جناب سپیکر! میں بھی کل اس پر بات کروں گا۔

جناب سپیکر: چلیں، یہ بھی کل بات کریں گے۔ سید محمد محفوظ مشہدی صاحب!

سید محمد محفوظ مشہدی: جناب سپیکر! میں مشکور ہوں کہ میری باری آ گئی ہے۔ میں صرف دو باتیں کروں گا جو بڑی مختصر ہیں۔ پہلی بات یہ ہے کہ انتخابات غیر جماعتی بنیادوں پر ہونے چاہئیں کیونکہ یہ سارا سسٹم پنچایتی ہے۔ اگر جماعتی طور پر الیکشن ہوں گے تو پارٹی بازی ہو جائے گی۔ پہلے ممبران اسمبلی party based ہیں اور یہ بھی پارٹیاں بن جائیں گی تو اس میں قوم کو کیا ملے گا؟ دوسری گزارش یہ ہے کہ میں نے یہاں تقاریر سنی ہیں اور ہر تقریر سے میں خوش ہوا ہوں کیونکہ میرے مطالعہ میں اضافہ ہوا ہے لیکن اپوزیشن کے چھ مقررین کی تقریر بالکل ٹھیک ہے اور ان کی بات سچی ہے کہ ڈکٹیٹروں نے اسمبلیوں کی قوت توڑنے اور ان کو مؤخر کرنے کے لئے بلدیات کو بااختیار بنایا تھا۔ جب یہ خود مانتے ہیں تو اب اسمبلیاں موجود ہیں لہذا انتقابل نہیں کروانا چاہئے اور ڈکٹیٹروں کا اس میں کوئی احسان نہیں ہے کیونکہ انہوں نے اپنا مفاد دیکھا تھا۔ اب ہمیں مل جل کر اپنی قوم، ملک اور صوبے کا فائدہ دیکھنا چاہئے اور وہ فائدہ فقط اس بات پر ہے کہ الیکشن غیر جماعتی بنیادوں پر ہوں، پنچایتوں کو مؤثر کیا جائے اور ڈکٹیٹروں کی احسان مندی کے آگے سر نہ جھکایا جائے۔ ان کی قباحتیں اختیارات سے تجاوز کر گئی تھیں تو ان کو اگر balance کر دیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے لہذا میں انہی دو باتوں پر اپنی گفتگو ختم کرتا ہوں۔

جناب سپیکر: بہت شکریہ۔ سردار وقاص حسن مؤکل صاحب!

سردار وقاص حسن مؤکل: جناب سپیکر! میں بھی اپنی بات کل کروں گا۔

جناب سپیکر: جی، یہ بھی کل کے لئے کہہ رہے ہیں۔ جناب وحید اصغر ڈوگر صاحب!

جناب وحید اصغر ڈوگر: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب سپیکر! آج تک اس ملک میں جتنے بھی بلدیاتی الیکشن ہوئے ہیں وہ کسی ڈکٹیٹر نے کرائے ہیں۔ اس بات سے سارا ملک بخوبی آگاہ ہے کہ ڈکٹیٹر کے اقدامات بدنیتی پر مبنی ہوتے تھے اور انہوں نے جو سسٹم بنایا اس میں بدنیتی شامل تھی۔ آج تک کسی democratic گورنمنٹ نے بلدیاتی الیکشن نہیں کرائے جس سے میں سمجھتا ہوں کہ democratic گورنمنٹ کی بھی اس میں بدنیتی شامل ہوتی تھی۔ چونکہ پہلی مرتبہ کوئی democratic گورنمنٹ بلدیاتی الیکشن کروا رہی ہے لہذا اس میں بدنیتی کا عنصر شامل نہیں ہونا چاہئے اور grass roots level سے democratic values کو سامنے آنا چاہئے۔ ہم ڈسٹرکٹ گورنمنٹ کی بات نہیں کرتے بلکہ more decentralized گورنمنٹ جو کہ یونین کونسل کی سطح پر ہونی چاہئے اس کی بات کرتے ہیں۔ ایک یونین کونسل کی سطح پر یونین کونسل کے لوگوں کے ووٹوں سے ایک elected گورنمنٹ ہونی چاہئے جو بالکل بااختیار ہو کیونکہ لوکل گورنمنٹ کا concept یہ ہے کہ ایک مسئلہ جو میانوالی کے گاؤں یا ایک یونین کونسل میں درپیش آتا ہے تو اس کا علم لاہور میں رہنے والے لوگوں کو نہیں ہوتا بلکہ اس کی معلومات ضلع میانوالی میں رہنے والے لوگوں کو بھی نہیں ہوتیں اس لئے یونین کونسل کی سطح پر حکومت ہونی چاہئے جو پوری بااختیار ہو اور مالی وانتظامی اختیارات بھی اس کے پاس ہونے چاہئیں۔ یونین کونسل کی سطح پر لوگوں کو پتا ہوتا ہے کہ اُن کو پرائمری سکول کہاں پر چاہئے، اس میں کتنے اساتذہ چاہئیں، ڈسپنسری کہاں ہونی چاہئے اور اس میں ان لوگوں کو ایک سے زائد ڈاکٹر یا کتنا عملہ چاہئے؟ میری request ہے کہ یونین کونسل کی سطح پر ایک بااختیار حکومت ہو جس کے لئے میں یہی کہوں گا کہ اس میں بدنیتی شامل نہیں ہونی چاہئے۔

جناب سپیکر! باتیں تین چار ہی ہیں جن پر اپوزیشن اور گورنمنٹ کا اختلاف ہے۔ سب سے پہلی بات direct الیکشن کی ہے اور آپ کو پتا ہے کہ indirect الیکشن کی کیا قباحتیں ہیں کیونکہ اس میں ممبران کی خرید وفروخت ہوتی ہے جس کا سب کو پتا ہے۔ اگلی بات یہ کہ پارٹی بنیاد پر الیکشن ہونے چاہئیں اور گورنمنٹ سیکٹر میں اس پر کوئی anxiety نہیں ہونی چاہئے بلکہ الیکشن اگر پارٹی بنیاد پر ہوں گے تو grass roots level سے پتا چلے گا کہ کون سی پارٹی کتنی مقبول ہے؟ اس کے علاوہ multi ward

system ہو کہ کونسلر جو کم از کم ایک یونین کونسل کی سطح کی personality ہونا چاہئے اور اس کی یونین کونسل کی سطح پر پہچان ہونی چاہئے نہ کہ وارڈ سسٹم پر ہو۔ میں خود ایک ڈاکٹر اور practicing سرجن ہوں اس لئے مجھے صحت کے مسائل کا بخوبی پتا ہے۔ اس Bill میں ہیلتھ اور ایجوکیشن اتھارٹی کی تجویز ہے کہ اس پر صوبے کا کنٹرول ہوگا جو بالکل غلط بات ہے بلکہ میں یہ کہوں گا کہ یہ اتھارٹی لوکل باڈی کے کنٹرول میں ہونی چاہئے۔ میں ایک بات اس ایوان میں کرنا چاہوں گا کہ ہمارا ایک طبقہ جو گلی کوچوں میں نظر آتا ہے اس کی representation کسی level پر بھی نہیں ہے اور وہ ہمارے معاشرے کے disable لوگ ہیں۔ ضلعی سطح پر ان کی representation یا nomination ضرور ہونی چاہئے۔ بہت شکریہ

جناب سپیکر: جی، مہربانی۔ محترمہ فائزہ احمد ملک صاحبہ!

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر! شکریہ۔ آج ہم لوکل گورنمنٹ بل 2013 پر بات کر رہے ہیں اور میں سمجھتی ہوں کہ لوکل گورنمنٹ کسی صوبے اور ملک کے لئے اسی طرح اہم ہے جس طرح سے اس ملک کی باقی تین صوبائی اسمبلیاں، سینیٹ اور قومی اسمبلی ہیں۔ ہمارے یہاں پر موجود عوام کے لئے یہ ستون اتنا ہی اہم ہے جس طرح ہمارے ملک کی ترقی اور جمہوریت کے لئے باقی اسمبلیاں ہیں۔ میں سمجھتی ہوں کہ اس اسمبلی کی بنیاد کے لئے آج ہم یہاں بیٹھے ہیں اور ہم اس کے مستقبل کا فیصلہ کرنے جا رہے ہیں کیونکہ ماضی کے جو سسٹم رہے ان پر بہت سارے اعتراضات ہیں اور اگر ہم ایک نیا سسٹم بنانے جا رہے ہیں تو میں سمجھتی ہوں کہ اس نئے سسٹم کی جو بنیاد یہاں طے ہونی ہے تو اب ہمارے کندھوں پر وہ ذمہ داری ہے کہ ہمیں اسے کس طرح سے مضبوط کرنا ہے اور کس طرح سے ایک عام آدمی کو ریلیف دینا ہے۔

جناب سپیکر! مجھ سے پہلے میرے بہت سارے ساتھیوں نے اس معزز ایوان میں بات کی اور میں سمجھتی ہوں کہ ضرورت اس بات کی ہے کہ لوکل گورنمنٹ سسٹم جب آئے تو یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر ہوں۔ جب جماعتی بنیادوں پر بڑی اسمبلیاں معرض وجود میں آ سکتی ہیں تو پھر جماعتی بنیادوں پر لوکل باڈیز سسٹم کو متعارف کیوں نہیں کرایا جا سکتا اور یہ الیکشن جماعتی بنیادوں پر کیوں نہیں ہو سکتے؟ اس پر میرا اصرار اس لئے بھی ہے کہ میں سمجھتی ہوں کہ آج اس ملک کی دو بڑی سیاسی جماعتیں پاکستان پیپلز پارٹی اور پاکستان مسلم لیگ (ن) کے سربراہان نے چارٹر آف ڈیموکریسی پر دستخط کئے اور چارٹر آف ڈیموکریسی کی روح صرف اور صرف یہ تھی کہ اس ملک کے اندر جو سابقہ انداز سیاست تھا اسے بدلا

جائے اوران سربراہان کی سوچ اسی لئے قابل تحسین یاقابل سلام ہے۔ میں سمجھتی ہوں کہ وہ انداز سیاست ترک کر کے ایک نئے انداز سیاست کی بنیاد رکھنے کے لئے، جمہوریت کی مضبوطی کے لئے اور پاکستان کے آنے والے مستقبل کو مضبوط کرنے کے لئے اس معاہدے پر دستخط کئے گئے۔آج ایک بھاری mandate لے کر منتخب ہونے والی جماعت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ ان کے سربراہ اوران کے Head نے جب دوسری سیاسی جماعت کے ساتھ یہ معاہدہ کیاتواس پر عملدرآمد کرائیں کیونکہ آپ کے پاس بھاری mandate ہے اور آپ کو کسی چیز کا خوف نہیں ہونا چاہئے اور آپ کو جماعتی بنیادوں پر یہ الیکشن کرانا چاہئے تاکہ آپ کے grass-root level پر جو نمائندے ہیں وہ بھی منتخب ہوں اور ساری سیاسی جماعتیں جمہوری process کا حصہ بنیں۔

جناب سپیکر!جس طرح مجھ سے پہلے ساتھیوں نے بات کی کہ اگر یہ بل متفقہ طور پر پاس ہوتا ہے تو ایک بہت بڑا credit پنجاب اسمبلی کو جائے گا لیکن سادہ اور سیدھی بات ہے کہ حکومتی بنچوں سے مجھے یہ توقع نہیں کہ وہ اتنا بڑادل کریں گے کہ اپوزیشن کے معزز ممبران کی جائز وناجائز تمام تجاویز کو مان لیں۔اگر یہ مان لیں تو واقعی یہ ایک تاریخ کا ریکارڈ بنے گا۔اگر ہم کہیں کہ جمہوریت کو مضبوط کرنے کے لئے جمہوری حکومت یہ قدم اٹھارہی ہے تو میں سمجھتی ہوں کہ پچھلے پانچ سال بھی پنجاب میں مسلم لیگ(ن) کی حکومت تھی اوران کے پاس ایک role model set کرنے کاایک سنہری موقع تھااور اگر باقی صوبے الیکشن نہیں کروارہے تھے تو یہ بلدیاتی انتخابات پانچ سال پہلے بھی ہو سکتے تھے لیکن صوبہ پنجاب کی بدقسمتی ہے کہ جو بھی ناگزیر وجوہات تھیں ان کی وجہ سے۔۔۔

جناب سپیکر: محترمہ!اس میں پوراپاکستان شامل ہے صرف صوبہ پنجاب کی بات نہیں ہے۔

محترمہ فائزہ احمد ملک: جناب سپیکر!آپ کی حکومت تھی اور آپ کے پاس اکثریت تھی اور باقی صوبے اگر نہیں کر رہے تھے تو پنجاب کر سکتا تھا لیکن پنجاب نے وہ پہلا قدم نہیں اٹھایااور میں اسی لئے گزارش کر رہی ہوں کہ پنجاب اب پہلا قدم اٹھانے جارہاہے تو اسے خوبصورت طریقے سے اٹھایا جائے جس طرح باقی دو صوبوں نے بلدیاتی انتخابات جماعتی بنیادوں پر کرانے کا یہ فیصلہ کیاہے تو میرا خیال ہے کہ ہمیں بھی اس طرف چلنا چاہئے اور اس میں ہچکچانا نہیں چاہئے۔بلدیاتی نظام کی ضرورت اس لئے ہے کہ grass root level تک اختیارات کی منتقلی کی جائے اور ہمارے جو نمائندے منتخب ہوں وہ اپنے اختیارات کو استعمال کرتے ہوئے ایک عام آدمی کو ریلیف دے سکیں۔ وہ ایک عام آدمی جو شاید کسی بڑے سرکاری افسر کے دفتر میں بغیر اجازت کے اوراس افسر کی مرضی کے بغیر نہیں گھس سکتاتو وہ اپنے

چنے ہوئے عوامی نمائندے کے پاس بلاہچکچاہٹ آرام کے ساتھ جا کر اپنے مسائل کو بیان کر سکتا ہے۔ میری گزارش ہو گی کہ جو بل ہمارے پاس ہے اس کے اندر نہ صرف بیوروکریسی کو جس طرح سے استعمال کیا گیا اور جس طرح سے ہمارے عوامی نمائندے جو اس وقت ان ایوانوں میں بیٹھے ہیں انہیں اس سسٹم کا حصہ بنانے کی کوشش کی جا رہی ہے، اس کو نہیں ہونا چاہئے اور تمام کے تمام اداروں کو اپنے اپنے دائرہ کار میں رہتے ہوئے کام کرنا چاہئے تبھی کسی ادارے کے کام کرنے کی ایک حقیقی روح جو ہے اس پر صحیح طریقے سے عملدرآمد ہو سکے گا۔ جب ہم تمام اختیارات صحیح معنوں کے اندر عوامی نمائندوں کو دیں گے وہ چاہے لوکل باڈیز کا حصہ ہوں، لوکل گورنمنٹ کا حصہ ہوں یا صوبائی اسمبلی کا حصہ ہوں جو بھی پارلیمنٹ ہے اس کے پاس جب طاقت ہوتی ہے تو وہ اپنے لوگوں کے مسائل کو صحیح طریقے سے حل کرنے کی نہ صرف کوشش کرتی ہے بلکہ اس پر عملدرآمد بھی کر سکتی ہے۔

جناب سپیکر! ایک بہت ہی اہم point ہے جو ابھی تک کی discussion میں میرا خیال ہے کہ میرے سامنے نہیں آیا اور شاید کسی نے اس کی نشاندہی کی ہو کہ بلدیاتی الیکشن کی حلقہ بندیوں کے لئے ہماری صوبائی حکومت کا کوئی کردار نہیں ہونا چاہئے کہ وہ یہ فیصلہ کرے کہ کہاں کہاں سے حلقوں کو توڑا جائے گا۔ یہ کام الیکشن کمیشن کا ہے اور میرا خیال ہے کہ الیکشن کمیشن کو ہی فیصلہ کرنا چاہئے کہ حلقوں کی حدبندی کیا ہے اور پنجاب حکومت کی یہ ذمہ داری نہیں ہونی چاہئے کیونکہ حلقہ کی حدبندی الیکشن کمیشن کی ذمہ داری ہے اور یہ الیکشن process کا حصہ ہے۔ ہمارے بھائی یہاں پر بیٹھے ہیں اور میں ایک بات کہوں گی کہ جب کمیٹی میں اسے discussion میں لائیں، بدقسمتی سے کہوں گی کہ جب بھی یہاں بلدیاتی نظام آیا تو کنٹونمنٹ میں الیکشن نہیں ہوتے تو اب ہماری حکومت اور ہم جو بل بنا رہے ہیں تو کنٹونمنٹ کے متعلق کیا فیصلہ ہو گا؟ کیا اب بھی ایک جمہوری حکومت ڈکٹیٹر کی حکومت کی برابری کرتے ہوئے کنٹونمنٹ کو ٹیکس فری اور الیکشن فری زون قرار دے گی یا اس پر بھی آپ کی کمیٹی کوئی فیصلہ کرے گی تاکہ اسے بھی بل کا حصہ بنایا جائے اور کنٹونمنٹ کو بھی اس الیکشن میں شامل کیا جائے۔

جناب سپیکر! یہاں پر ہم نے خواتین کی بات کی لیکن میں سمجھتی ہوں کہ جس طرح خواتین کی نمائندگی تینوں Parliaments میں ہے تو اسی طرح لوکل گورنمنٹ کی جو اسمبلی بننے جا رہی ہے تو یہاں پر خواتین کی نمائندگی کو برقرار رکھنا چاہئے اور اسے کم نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ grass-root level پر جو خواتین کام کرتی ہیں ان کے اندر ایک حقیقی جذبہ بھی ہوتا ہے اور جب وہ ان لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر کام کرتی ہیں تو ان لوگوں کے مسائل کو صحیح طرح سے سمجھتی بھی ہیں اور انہیں

حل کرانے کا انہیں موقع ملنا چاہئے لہذا وہ زیادہ تعداد کے اندر آئیں اور ہمیں ایک یا دو کی حد مقرر نہیں کرنا چاہئے۔ میں سمجھتی ہوں کہ جمہوری حکومتوں کے روّیے جمہوری ہونے چاہیئں اور تعداد کو کم نہیں بلکہ بڑھانا چاہئے۔ اگر پہلے تعداد تیرہ تھی تو اب پندرہ یا سولہ ہونی چاہئے۔ اس کی بجائے آپ دو یا ایک کی بات کر رہے ہیں جو کہ لمحہ فکریہ ہے کیونکہ پنجاب کی 50/52 فیصد آبادی بھی ہو تو اس کے لئے خواتین جن کا حصہ اور contribution ہر چیز میں زیادہ ہے تو معاشرے کا ایک اہم ستون کھڑا کرنے جا رہے ہیں۔ اگر اس میں ان کی نمائندگی کم کر دیں تو یہ بہت فکر کی بات ہے۔ جو ڈسٹرکٹ کی سابقا اسمبلیاں تھیں ان میں کونسلروں کے لئے اعزازیہ نہیں ہوتا تھا۔ میں یہاں request کروں گی کہ اس چیز کو بھی make sure کیا جائے کہ اگر ایک کونسلر عوام کی خدمت کے لئے دن رات ایک کرتا ہے تو میرا خیال ہے کہ جہاں بڑی سیٹوں پر بیٹھے ہوئے لوگوں کو اعزازیہ دیا جاتا ہے چاہے وہ جتنا بھی ہے تو وہاں کونسلر کے لئے بھی اعزازیہ مختص ہونا چاہئے تاکہ وہ اپنی کارکردگی زیادہ بہتر طریقے سے ادا کر سکے۔ سب کے حالات ایسے نہیں ہوتے کہ وہ اپنی جیب سے لوگوں کے مسائل حل کر سکیں یا ان کے لئے چائے پانی کا انتظام کر سکیں۔ میرا خیال ہے کہ اعزازیہ کا لفظ بھی اسی لئے استعمال ہوتا ہے اس لئے کونسلروں کے لئے یہ کمیٹی اعزازیہ دینے کا فیصلہ کرے۔ اس کے ساتھ ہی میں یہ کہوں گی کہ تقریباً میرے تمام بھائیوں نے یہ بات کی ہے کہ بلدیاتی نظام ہمیشہ فوجیوں نے متعارف کروایا ہے۔ مجھے بھی یہ بات کہنے میں کوئی عار نہیں ہے کہ واقعی یہ نظام ضرور فوجیوں اور جو ڈکٹیٹر آتے رہے ہیں انہوں نے متعارف کروایا ہے لیکن ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہئے کہ انہوں نے ہمیشہ نیشنل اور صوبائی اسمبلیوں کے اختیارات کو محدود کرنے کے لئے، ان کو divide کرنے کے لئے، divide and rule کی پالیسی اختیار کرتے ہوئے لوکل باڈیز کے اختیارات زیادہ کئے، ان کو زیادہ فنڈز allocate کئے تاکہ ہمارے آپس کے تنازعات اس سسٹم کا حصہ رہیں اور یہ تنازعات کبھی ختم نہ ہوں۔ اب جمہوری دور ہے اور جمہوری دور کی خوبصورتی یہ ہے کہ ہمیں تمام نقائص اپنے آئین سے بھی دور کرنے ہیں اپنے سسٹم سے بھی دور کرنے ہیں تاکہ ہمارے ادارے مضبوط ہوں اور وہ اپنا اپنا role صحیح طریقے سے ادا کر سکیں۔ اگر صوبائی اسمبلیوں نے اختیارات اپنے پاس رکھنے ہیں اور نچلی سطح پر یہ اختیارات نہیں دینے، ہمارے پاس ایک role model set ہے کہ 58(B) کی تلوار صدر پاکستان آصف علی زرداری نے ختم کی، اپنے تمام اختیارات پارلیمنٹ کو تفویض کئے اور پارلیمنٹ کو مضبوط کرنے کی کوشش کی۔ میرا خیال ہے کہ آج ہم پارلیمنٹ میں موجود ہیں تو ہماری

ذمہ داری ہے کہ ہم سے نیچے جو اسمبلی بننے جا رہی ہے ہم اُن کے اختیارات کو اپنے قبضے میں نہ رکھیں بلکہ ان کے اختیارات ان کو واپس کر دیں۔ شکریہ

جناب سپیکر: آپ کا بہت شکریہ۔ میرے پاس جو لسٹ تھی وہ مکمل ہو چکی ہے اب اجلاس کل مورخہ 13۔اگست 2013 صبح 10.00 بجے تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔